اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ

(الہام مسیح موعودؑ)

احمدی جلد اول نمبر ۱ و ۲ بابت سنہ ۱۹۱۹ء

بلعمِ ثانی

اسمٰعیل مجہول الاسم مبلغین انجمن ہدایت الرشید سہارنپور کے اشتہار "خدائی فیصلہ" کی
پہلی شکست متعلق پیشگوئی ڈاکٹر عبد الحکیم خان مرتد پٹیالوی کا مکمل و مفصل جواب

خادم سلسلہ خاکسار ایم قاسم علی ادنیٰ غلام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بعہد خلافت ثانیہ لکھ کر

بماہِ فروری سنہ ۱۹۱۹ء

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر طبع کرا کر
فاروق منزل قادیان سے شائع کیا

بار اول

قیمت ۴ر علاوہ محصولڈاک

احباب سے احمدی کی درخواست

مَیں احمدی کے شائقین کی خدمت میں پُورے زور سے بلا کسی لمبی تمہید کے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ ذراسی توجہ احمدی کی طرف کریں تاکہ اس کی اشاعت کا حلقہ وسیع ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی لاپرواہی اور بے اعتنائی سے احمدی کو رخصت پر چلا جائے۔ صاحب مقدرت اصحاب اپنی دولت خداداد سے کچھ احمدی کے لئے عطا کریں تاکہ احمدی ان کی امداد سے غیر احمدیوں کو مُفت دیا جا نیز غیر مستطیع مگر قابل اعانت احمدی بھائیوں کے نام بھی اُن کی طرف سے یہ رسالہ جاری کیا جائے۔ میرے پاس بعض احمدی بھائیوں کی درخواستیں آتی ہیں احمدی کو تو وہ بڑی محبت سے اور جوش سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ مگر بوجہ مالی کمزوری کے خریدنے سے معذور ہیں۔ ایسے احمدیوں کو بھی احمدی کا پہنچانا قوم کے صاحب ہمت و وسعت اصحاب کا کام ہے۔ جس سے وہ ڈبل ثواب کے مستحق ہوں۔ بس زیادہ نہیں پانسو خریدار احمدی کے بن جاؤ تو احمدی اپنی ڈیوٹی پر مستعدی بے فکری سے آگے بڑھتا جائیگا۔ یہ پانسو کی تعداد اتنی بڑی جماعت کے آگے کچھ مشکل نہیں۔ ایک ماہ تک پوری ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ آپ کو بھی ایسا جوش تبلیغ و اشاعت سلسلہ کا ہو۔ جیسا کہ احمدی کو ہے۔ والسلام

خاکسار احمدی

۶۔ فروری ۱۹۱۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ احمدی

مطبوعہ ماہ جنوری ۱۹۱۹ء

فیصلہ خدائی مطابق فرمان الٰہی

مثیل مصطفےٰ فوت ہو گیا مثیل مسیلمہ زندہ ہے۔

اس بزدلی پہ کیوں نہ وہ اترائے بھلا ٭ دیتا ہے اشتہار مگر نام تک نہیں

ایک گمنام اشتہار کسی انجمن غوایۃ الشدید معرفت و بہدایت الرشید سہارنپور کے مجہول الاسم و مستور الحال مبلغین کی طرف سے شائع شدہ اڑتا ہوا ہماری نظر سے گزرا۔ جس میں یہودی صفت محرر نے اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چل کر حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں پہلوں پر سبقت لے جانی چاہی ہے۔ اور کفار نا ہنجار کی طرح خدا کے مرسل کو لست مرسلاً اور بل نظنک من الکاذبین کہہ کہہ کر اترایا ہے۔ اس احمق نے شاید بودم بے دال کی طرح میدان

خالی سمجھ کر سنگ بے نون بن کر بڑھ کر منہ مارنا اور رخسار بے الف کے مثل رنگنا شروع کیا ہے۔ کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ جری اللہ کے لشکر میں ایسے ایسے شیر نیستان خدا کے فضل سے موجود ہیں۔ جو اس کے تنکے اڑا دینگے بزدل مسلوب نے اتنی بھی جرأت نہ دکھائی کہ اپنا نام تک تو ظاہر کرتا۔ کہ کون ہے؟ کس باغ کی مولی یا کس کھیت کا بتھوا ہے۔ یوں تو ہزاروں روپیہ کے انعام کا احمدیہ جماعت کے لئے اعلان کیا ہے۔ گو گھر میں سونے کو چارپائی اور اوڑھنے کو لحاف بھی نہ ہو۔ رات کو حجرہ کی چٹائی نیچے اور دروازہ کا پردہ اوپر اوڑھ کر بسر کرتا ہو۔ مگر انعام ایک ہزار روپیہ سے زائد دیتا ہے۔ کیا دنیا اندھی ہے! کیا سب بیوقوف ہی جہان میں بستے ہیں۔ کہ ایسے نامعقول مشتہر اور مجہول متعلن کو جو کسی گندے حجرے یا مسجد کے غسل خانہ کی سڑی ہوئی نالی سے پیٹ کے بل گھسٹتا ایڑی کو ڈستے نکلا ہے۔ مرد میدان اور شیر اسلام سمجھ کر خدا کے پہلوان کا مد مقابل سمجھ لیں۔ اس اشتہار کے مشتہر کی حیثیت تو اس کی مقتضی تھی کہ اسکو منہ نہ لگایا جاتا۔ مگر عوام کالانعام کے آوانے اور ناواقف لوگوں کے بھٹک جانیکے خیال نے مجھے واقعات صحیحہ کے اظہار پر مجبور کیا۔ مجہول مشتہر نے جو اشتہار دیا ہے۔ اسکا عنوان "خدائی فیصلہ" رکھا ہے۔ اور مرتد پٹیالوی اور مکذب امرتسری کے زندہ ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وفات پانے کو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی دلیل گردانا ہے۔ اگر مثیل یہود اپنے انجام کو سوچتا تو خدا کے مرسل کی شان

میں گستاخی و بدزبانی نہ کرتا۔ اس بدبخت انسان نے تقوے کو چھوڑ خشیت الٰہی سے منہ موڑ کر اس قدر بیحیائی و ابلہ فریبی سے کام لیا ہے کہ جس کی نظیر بجز اس کے اسلاف دور از انصاف مکذبین انبیاء کے ملنی محال ہے۔ کاش! اس کی جگہ اگر پتھر پیدا ہوتا تو اس سے بہتر تھا۔ بہرحال اب کسی قدر گذشتہ واقعات بتا کر پھر ہم خدائی فیصلہ اس کو سناتے ہیں اور پبلک سے داد چاہتے ہیں کہ خدائی فیصلہ جو حیات مکذب کی صورت میں صادر ہوا ہے۔ وہ صداقت مسیحائی اور کذب راجہ شاہی اور اس مشتہر کی روسیاہی کی دلیل ہے یا نہیں؟ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

اخبار الجلیل بجنور کے ضمیمہ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۸ء میں مولوی حبیب الرحمٰن مددگار مہتمم مدرسہ دیوبند نے اپنے کسی حریف کے مقابلہ میں یہ لکھا تھا۔ کہ جو لوگ دیوبندیوں پر سازش کے متعلق مخبری کا الزام دیتے ہیں۔ ان کو یاد رہے۔ کہ

"ہمارے پاس بھی تردید کیلئے قابل اعتماد اور مسکت دلائل موجود ہیں۔ لیکن بہ ارشد ضعف طبائع کیلئے جن کو ایسی جھوٹی خبروں سے اشتباہ ہو گیا ہو۔ ان سحاندوں کو یا رہتے ہم کوئی دلیل اور حجت رد کرنے والی نہیں .... تو پھر صحیح فیصلہ وہی ہے جس کی نسبت کلام اللہ میں ارشاد ہے۔

قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم

جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو مباہلہ کا حکم بمقابلہ
ان لوگوں کے ہوا تھا۔ جن کا جحود و عناد اور کج بحثی اس درجہ
بڑھی ہوئی تھی کہ کوئی قوی اور روشن دلیل بھی ان کیلئے مفید نہ
تھی پس جماعت معترضین جمع ہو جائے۔ اور موافق شرائط
وقواعد مباہلہ کرے۔ جماعت دیوبند تیار ہے۔"

(ضمیمہ الحاکم بجنور یکم ستمبر ۱۹۱۸ء)

یہ تحریر مولوی حبیب الرحمن صاحب جماعت دیوبند کے پیشرو
کی اپنا مطلب بلا کسی مزید توضیح کے صاف بتا رہی ہے۔ کہ وہ علماء دیوبند
کی طرف سے اپنے مخالف معترضین کو معمولی سی بدظنی پر مباہلہ کا چیلنج دیتے
ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ سب جمع ہو کر علماء دیوبند سے مباہلہ کر لیں۔ جماعت
دیوبند مباہلہ کے واسطے طیار ہے۔ مباہلہ کا یہ چیلنج پڑھ کر اس جماعت کے
ہر فرد کو (جو کہ اپنے پیشوا کی طرف سے تمام دنیا کے نام مباہلہ کا چیلنج پڑھ
چکا ہو) حیرت ہوگی۔ کہ جو جماعت ایک ذرا سے اختلاف یا سوءظنی کی بناء
پر اپنے معترضین کو مباہلہ کا چیلنج دیتی ہے۔ کیا وہ ایک عظیم الشان انسان
مدعی رسالت و مسیحیت کے چیلنج مباہلہ سے گریز کریگی؟ نہیں! وہ ضرور
نہایت عزم کے ساتھ ایسی جماعت کے دعوت مباہلہ پر لبیک کہہ کر اٹھ
کھڑی ہوگی۔ اسی خیال کی بناء پر میرے محترم مکرم قاضی اکمل صاحب نے
الفضل مورخہ ۱۰ ستمبر میں زیر عنوان "کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کرینگے"
دیوبندی جبّہ پوشوں کو بدیں الفاظ چیلنج دیا تھا۔ کہ:۔

"علماء دیوبند کے نزدیک مباہلہ جائز ہے۔ اور کسی امر کے فیصلہ کیلئے
وہ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کیلئے بالکل تیار ہیں۔ تو کیا میں عرض
کر سکتا ہوں۔ کہ جب جماعت دیوبند چھوٹی چھوٹی باتوں کیلئے
مباہلہ کو تیار ہے۔ تو کیوں اس امر کے بارے میں مباہلہ
نہیں کرتی جس پر آخرت کی نجات کا دارومدار ہے۔
خدا کا نبی مرزا غلام احمد مبعوث ہوا۔ اور اس نے
تمام ہندوستان کے علماء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کا چیلنج
دیا تھا۔ مگر کوئی مقابل پر نہ آیا۔ جسے دیکھ کر علماء دیوبند بھی خاموش
رہے .... کیا علماء دیوبند میں یہ ہمت ہے۔ کہ وہ
اسلام کا ثبوت دینے کیلئے میدان میں آئیں۔ اگر آئیں تو ہمیں
ہر طرح سے تیار پائیں گے۔"

(الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۱۸ء)

اس درخواست کو جو نہایت خشیت الٰہی اور انصاف پر مبنی تھی۔
علماء دیوبند کو لازم تھا۔ کہ دینی مباہلہ کے واسطے تیار ہو کر جماعت احمدیہ کے
پیشوا موجودہ حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو اسی طرح لکھ
دیتے جس طرح کہ اپنے دنیاوی مخالف معترضین کو لکھا تھا۔ کہ جماعت
احمدیہ جمع ہو جائے۔ اور موافق شرائط و قواعد مباہلہ کرے۔ جماعت
دیوبند تیار ہے۔ مگر افسوس کہ ؎

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔

اٰتھم صاحب نے جو سمجھا تھا وہ صحیح نہ تھا۔ ناظرین حیران ہوں گے۔ کہ جو جماعت دنیا کے جھگڑوں پر مباہلہ کیلئے تیار ہو رہی تھی وہ اس دینی تنازعہ پر مباہلہ کرنے سے جی چرا کر ایسی دم بخود ہوئی۔ تو گوئی کہ مرد نہ تھے اور ایسا کیوں نہ ہوتا ؎

مغل کو دیکھ کر زنہاری سب بھول جاتی ہے

جبکہ علماء دیوبند کے مقتدا اور برگزیدہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو باوجود بار بار غیرت دلانے اور قسم کھلانے کے جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی اور انہوں نے خوب جان لیا۔ کہ میرزا قادیان سے واقعی رب جلیل کا پہلوان ہے۔ اُسکے سامنے پڑنا دانستہ اپنے ہاتھوں موت خریدنا ہے۔ کیونکہ اس کا تو یہ اعلان ہے۔ کہ ؎

چہ ہیبت ہا بدادند این جوان را | کہ ناید کس بمیدانِ محمدؐ
الا اے دشمنِ ناداں و بے راہ | بترس از تیغ برّان محمدؐ

تو ان پسماندگان باشندگان شہر معشوشان کو کب حوصلہ ہوتا تھا۔ کہ وہ میدان مباہلہ میں آنے کی جرأت کرتے۔

چیلنج مباہلہ یاد رہے کہ ۱۸۹۶ء میں جب انجام آتھم ایک کتاب شائع ہوئی۔ تو حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے صفحہ ۶۵ پر مباہلہ کا اشتہار تمام علماء و سجادہ نشینوں کے نام لکھ کر ہر ایک کے پاس بھیجا تھا۔ اس اشتہار میں ۵۸ مولویوں ۴۹ سجادہ نشینوں کو نام بنام للکارا۔ اور بہت زور سے للکارا۔ مگر ڈوب مرنے

کا مقام ہے۔ ان تمام نامبردگان کیلئے کہ جن کو مباہلہ میں بلایا۔ اور ان میں سے دس بھی اس میدان کے شہسوار نہ نکلے۔ گویا سب کو ہی سانپ سونگھ گیا۔ حالانکہ جری اللہ نے یہ بھی رعایت کر دی تھی۔ کہ:-

"اشخاص مندرجہ ذیل (یعنے ۵۸ مولوی اور ۴۹ گدی نشینوں) میں سے کم از کم دس آدمی (مباہلہ میں) حاضر ہوں۔ اس سے کم نہوں۔ اور جس قدر زیادہ ہوں۔ میری خوشی اور مراد ہے۔ کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا۔ ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے۔ جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔"

(انجام آتھم صفحہ ۶۷)

معزز ناظرین! خدارا انصاف!! اس سے بڑھ کر اور کونسی تقدس اور صفائی کی بات ہو سکتی ہے۔ کہ خدا کا برگزیدہ انسان مسیح آخر الزمان تمام علماء اور سجادہ نشینوں کو کھلے کھلے لفظوں میں مباہلہ کے واسطے بلاتا ہے۔ اور نام بنام بلاتا ہے۔ انہی مولویوں اور گدی نشینوں میں گنگوہی کا نام نمبر ۲ پر اور مولوی احمد علی سہارنپوری حال میرٹھی کا نمبر ۲۹ پر۔ اور مولوی عابد حسین دیوبندی کا نمبر ۵۸ پر اور گدی نشینوں میں محمد حسین گدی نشین شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی کا نمبر ۸ پر درج ہے۔ ان سب کو مندرجہ ذیل الفاظ میں دعوت دی گئی:-

"اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو!! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے .... یقیناً

سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے - اور وہ اس کی آبپاشی کریگا - اور تعجب انگیز ترقیات دیگا -

اسی نے مجھے حکم دیا ہے - کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں - کہ تا جو راستی کا دشمن ہے - وہ تباہ ہو جائے - اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے - وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے - سو اب اٹھو - اور مباہلہ کیلئے تیار ہو جاؤ - تم سن چکے ہو - کہ میرا دعوے دو باتوں پر مبنی تھا - **اول نصوص قرآنیہ** اور حدیثیہ پر - دوسرے **الہامات الٰہیہ** پر - سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا - اور خدا کے کلام کو یوں ٹال دیا - جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینک دے - اب میرے بنار دعوے کا دوسرا شق (یعنے الہامات الٰہیہ جو مسیح موعودؑ پر نازل ہوئے) باقی رہا - سو میں - اس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں - جس کی قسم کو کوئی ایمان دار رد نہیں کرسکتا - کہ اب اس دوسری بنار کے تصفیے کیلئے مجھ سے مباہلہ کر لو -

اور یوں ہوگا - کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد میں ان تمام الہامات کے پرچہ کو جو (اسی اشتہار مباہلہ میں) لکھ چکا ہوں - اپنے ہاتھ میں لیکر میدان مباہلہ

میں حاضر ہوں گا - اور دعا کروں گا - کہ اے خدائے علیم وخبیر اگر تو جانتا ہے - کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں - تیرے ہی الہام ہیں - اور تیرے منہ کی باتیں ہیں - تو ان مخالفوں - (مولویوں اور سجادہ نشینوں) کو سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر - کسی کو اندھا کر دے - اور کسی کو مجذوم - اور کسی کو مفلوج - اور کسی کو مجنون - اور کسی کو مصروع - اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا - اور کسی کے مال پر آفت نازل کر - اور کسی کی جان پر - اور کسی کی عزت پر - اور جب میں یہ دعا کر چکوں - تو دونو فریق کہیں آمین - ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت (علماء اور گدی نشینوں) میں سے ہر ایک شخص جو مباہلہ کیلئے تیار ہو - جناب الٰہی میں دعا کرے - "

(انجام آتھم صفحہ ۶۶)

یہ دعوت دے کر پھر پورے اطمینان اور کامل یقین کی بنار پر اپنی صداقت کا ایسا معیار قرار دیا - جو کبھی ایک ناپاک روح اور گندے انسان اور مفتری شیطان سے ممکن ہی نہیں - جیسا کہ فرمایا :-

" میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں - ایک سال تک ان (مندرجہ بالا) بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں - اگر ایک بھی باقی رہا - تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا - اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار - (انجام آتھم صفحہ ۶۷)

معزز ناظرین! اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی ہو سکتی ہے۔ کہ خدا کا پہلوان اس مباہلہ کے میدان میں کھڑا ہے۔ اور اپنی صداقت اور مقابل فریق کی تکذیب اسی صورت میں قرار دیتا ہے۔ جب کہ سب کے سب فریق ثانی کے مباہلین خواہ ہزار ہوں یا دو ہزار۔ ان آفتوں میں سے جن کا بددعا میں ذکر کیا گیا ہے۔ ایک نہ ایک آفت میں مبتلا ہو جائیں۔ اور کوئی بھی عذاب سے نہ رہے۔ اور خود مدعی مسیحیت بالکل عذاب سے بری رہ کر ان آفتوں میں سے کسی ایک آفت میں بھی مبتلا نہ ہو۔ جیسا کہ یہ امر بھی صاف کر دیا اور لکھ دیا۔ کہ:۔

"اگر خدا نے ایک سال تک مجھ موت اور آفاتِ بدنی سے بچا لیا۔ اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الٰہی کے آثار ظاہر ہو گئے۔ اور ہر ایک ان میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو گیا۔ اور میری بددعا نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہو گئی۔ تو دنیا پر حق ظاہر ہو جائیگا۔ اور یہ روز کا جھگڑا درمیان سے اٹھ جائے گا۔" (صفحہ ۶۷)

اس کھلے کھلے خدائی فیصلہ کے بعد جس میں تمام عذابوں سے اپنا بری رہنا۔ اور فریق مخالف مباہل کے ہر فرد کا کسی نہ کسی عذاب میں مبتلا ہو جانا لکھ دیا گیا ہے۔ ان مولویوں اور گدی نشینوں کو سوا اس کے اور کچھ چارہ نہ تھا۔ کہ وہ فوراً زیادہ نہیں تو دس کی تعداد میں ہی اس مذبح میں اتر آتے۔ خصوصاً محمد حسین بٹالوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ ثناء اللہ امرتسری۔ عبد الجبار غزنوی۔ حاجی عبد علی شاہ

دیوبندی۔ محمد بشیر بھوپالی۔ محمد حسین گدی نشین گنگوہی۔ مولوی احمد علی سہارنپوری ثم میرٹھی۔ احمد حسن شوکت میرٹھی۔ مولوی نذیر حسین دہلوی ضرور آتے۔ ان سب کا نام اس اشتہار مباہلہ میں موجود تھا۔ مگر وا حسرتا! کہ ان ایک سو سات جبہ پوشوں اور دستار بندوں میں سے دس بھی اس قوت ایمان والے نہ نکلے۔ جو اپنے مزعومہ دجال۔ اکذب اور مفتری علی اللہ کے سامنے آتے۔ اسی لئے ان مولویوں کے دجال مگر خداوند غیور کے مرسل مسیح قادیانی مجدد ربانی۔ ہادی آسمانی۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء نے کس زور سے سچ فرمادیا تھا ؎

بشنوید اے مرگان من زندہ ام   اے شباں تیرہ من تابندہ ام
اے وہم فرعونیاں راہرزماں   چوں ید بیضائے موسیٰ صد نشاں

پیارے ناظرین! باوجود اس چیلنج مباہلہ کی منظوری کیلئے ان سب نامبردگان کو خدا کی قسم دلانے کے آخر میں ایسے غیرت دہ الفاظ بھی لکھ دئے۔ اگر ذرا بھی ان میں تقوے اور خشیت الٰہی یا غیرت ایمانی ہوتی۔ تو مر جانے کو اس بے شرمی کی زندگی سے بہتر اور اچھا سمجھتے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے لکھا۔ کہ:۔

"گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہونچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو۔ اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو۔ آمین۔" (صفحہ ۶۷)

یہیں تک بس نہیں کیا۔ آگے چل کر پھر ان خبثہ پوشوں۔ دین فروشوں مقابلہ سے خموشوں کو دوبارہ قسم دی۔ کہ وہ ضرور مباہلہ کریں۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ:۔

"میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہٗ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کرکے جلد میدان مباہلہ میں آویں۔ اور اگر نہ آئے۔ اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے۔ تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔" (صفحہ ۶۹)

یہ ہے وہ چیلنج مباہلہ جس میں سہارنپوری مستور الحال مجہول الاسم مشتہر کے پیر و امرتسری مکذب۔ اور بٹالوی مکفر کا نام بھی درج ہے۔ اور اس پر زمین و آسمان گواہ ہیں۔ کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی یہ جرأت نہ دکھائی۔ کہ اس دعوت کو مطابق شرائط داعی منظور کرکے آگے بڑھتا۔ پھر بھلا بودم بے دال مشتہر کا یہ لکھنا۔ کہ

"گو ہم کو گذشتہ واقعات پر نظر کرتے ہوئے یقین ہے۔ کہ قادیانی اپنی قدیم عادت کے موافق ہرگز ہرگز ہمارے مقابلہ پر مناظرہ اور مباہلہ کے لئے آمادہ نہ ہونگے۔"

(صفحہ اول کالم دوئم۔ اشتہار سہارنپوری ناہنجار)

کہاں تک صحیح ہے۔ یہ تو ہمارا حق ہے۔ کہ ہم لکھیں۔ کہ "گو ہم کو گذشتہ واقعات پر نظر کرکے یقین ہے۔ کہ دیوبندی جماعت ہرگز ہرگز ہمارے مقابلہ پر مباہلہ کے لئے آمادہ نہ ہونگے۔ (جیسا کہ اوپر کے چیلنج مباہلہ سے ظاہر ہے) کہ

سب کے سب زندہ درگور ہوکر دم سادھ گئے۔ اور کسی نے بھی مباہلہ کی جرأت نہ کی۔ اگر سہارنپوری ننگ بے نون مشتہر میں کچھ بھی حیاء و شرم کا مادہ ہے تو ایک تحریر تو زمین و آسمان کے اندر سے جری اللہ کے اس چیلنج مباہلہ کے جواب میں کسی اپنے مردہ درگور یا کسی اندھے مارگزیدہ مفلوج و مجنون کی پیش کرے جس میں رب جلیل کے پہلوان کے مقابلہ میں مباہلہ پر آمادگی کا اظہار کیا ہو؟ اگر نہ کر سکے۔ اور ہرگز نہ کر سکیگا۔ لوکان بعضہم لبعض ظہیرا۔ تو چلّو بھر پانی میں ڈوب مرے۔ کیونکہ ایں حیاء کا مادہ ذرا نہیں رہا ہے

حیاء و شرم و ندامت اگر کہیں ملتی ۔۔۔ تو لے کے بھیجتے ہم ایسے بد زباں کیلئے

مگر کیا کریں۔ حیاء تو شعبہ ایمان ہے۔ وہ اس مجہول انسان سے مفقود ہے۔ بازار میں بکتی نہیں۔ ورنہ ہم ضرور اپنی جیب سے ہی دام دے کر اس نواب بے ملک خانماں آوارہ شلاشی آذوقہ مفلس بے زر۔ مسافر بے در۔ مگر قلمی مالدار انعامی ایک ہزار کیلئے خرید دیتے۔ غرضیکہ ان کے مقتداء و پیشوا رشید احمد گنگوہی کو مسیح موعودؑ کا چیلنج مباہلہ قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ اس کو خدا کی قسم بھی دلائی گئی۔ کہ وہ ضرور مباہلہ کریں۔ جیسا کہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۵ والے اشتہار مباہلہ کو ہم نے نقل کرکے ثابت کر دیا ہے۔ کہ کوئی گدی نشین یا مولوی باوجود قسمیں دلانے کے میدان مباہلہ میں مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں نہ نکلا۔ مگر بقول مشہور

بیل نہ کودا کودی گون

کسی پھول انجمن ہدایت الرشید نام کے نامعلوم الاسم مبلغین سہارنپور نے اپنی یہودیت کا نمونہ دکھایا۔ اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلکر خدا کے نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کئی شکستیں لکھ کر یہود بے بہبود کی روح کو خوش فرمایا۔ اب ہم پھول مشتہر کی ہرزہ درائی پر اجمالی نظر کرتے ہیں۔ مفصل جوابات ان تمام ہذیانات کے ہمارے رسالوں اور کتابوں اور اخباروں میں نہ ایک بار بلکہ بارہا دئے جاچکے ہیں۔ مشتہر بزدل نے اپنی مجہولیت کا ثبوت نام نہ ظاہر کرنے سے دے دیا ہے۔ اس لئے ہم ایسے مستور الحال برقعہ پوش کو کیا خطاب کریں۔ جو سامنے آنے سے ہی جی چراتا اور نام چھپاتا ہے۔ محض عوام کی آگاہی کے لئے مختصر سا جواب اشتہار کے مزخرفات کا ذکر میں دیتے ہیں۔ ناظرین غور سے ملاحظہ کریں۔ اور سلسلہ جواب کو اس طرح شروع کرتے ہیں۔ کہ پہلے مشتہر مستور کا اعتراض مجہول مکذب کی سرخی سے اور اپنا جواب مشہور مصدق کے نام سے لکھتے ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

مجہول مکذب۔ "آپ کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مقابلہ کی بدولت کس نتیجہ پر پہنچے؟ آئیے ہم آپ کو مرزا صاحب کی شکستوں کا کچھ نمونہ دکھلائیں۔ مرزا صاحب کی پہلی شکست۔ جبکہ مرزا صاحب نے کمال بے باکی کے ساتھ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے مقابلہ میں یہ مضمون شائع کیا۔ کہ میں سلامتی کا شہزادہ ہوں مجھ پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ بلکہ خود عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسمانی

عذاب سے ہلاک ہو جائے گا۔ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں۔ کہ عبدالحکیم کی پیشینگوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں تو اب ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا صاحب ذلت اور لعنت کی موت سے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کی میعاد میں اپنے مقابلہ کی بدولت دنیا سے چل بسے یا نہیں"۔ انتہٰی بلفظہٖ۔

مشہور مصدق۔ اس کودن مجہول کی وہ عبارت جو زیر خط ہے۔ اور سہارنپوری مستور نے بھی اس کو زیر خط لکھا ہے۔ خوب یاد رکھیں۔ جو اس نے اپنے ممدوح مرتد پٹیالوی کی سے قے چاٹ کر دکھی ہے۔ کیونکہ یہ عبارت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء میں تو اس طرح نہیں۔ البتہ یہ تمام عبارت پٹیالوی مرتد کے رسالہ "اعلان الحق" کے صفحہ ۵ پر جو مرتد مردود نے خود لکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کر دی ہے۔ اور اسی نجاست کو مال غنیمت سمجھ کر بلا دیکھے اصل اشتہار مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کے جاہل سہارنپوری نے لکھ مارا۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ ایسی یہودیانہ تحریف کر کے اپنے کامیاب حریف کے مقابلہ میں سرخروئی حاصل کرنی چاہی ہے اور اس بیحیائی پر شکست شمار کرنے لگے ہیں۔

میں ناظرین کی آگاہی کیواسطے اشتہار مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کی اصل عبارت جسکو پٹیالوی کانے دجال نے بدل کر تحریف کیا اور پھر اسکی ذریت جاہل نے اسکو شیر مادر سمجھکر غٹا غٹ پیا ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ دیکھو اشتہار مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان ص و حقیقۃ الوحی ص۔ و اعلان الحق مطبوعہ احمدیہ پریس پٹیالہ ص۱۲

"خدا تعالیٰ ...... فرماتا ہے۔ کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں۔ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہوگا۔ اور فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے۔ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا ..... خدا فرماتا ہے ...... میں صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلاؤں گا۔"

(اشتہار خدا سچے کا حامی ہو۔ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء)

اب پڑھنے والے غور کریں۔ کہ اصل اشتہار میں یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ:-

"خود عبد الحکیم خاں میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائے گا۔"

جس کو کہ پہلے منحوس پٹیالوی نے اور پیچھے اس کے حامی مسلطین مستورین نے لکھا ہے۔

دیکھو۔ او مجہول محمد یوا یا انجمن غوایۃ الشیدیدا یہ کو کے ممبرو! اس سے زیادہ اور کیا کھلی کھلی شکست تمہاری ہو سکتی ہے۔ کہ صاف تو تم کو شکست خوردہ کہنے کہنے خود ہی ہزیمت فاش اٹھائی۔ کہ اگر حیا و شرم ہو تو کبھی کو منہ نہ دکھاؤ۔ اور ڈوب کر مر جاؤ۔ او ظالمو! بتاؤ تو سہی۔ کہ کہاں ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کے اشتہار میں لکھا ہے۔ کہ "عبد الحکیم خاں میرے سامنے ہلاک ہو جائیگا" یہی تو تمہارا بنیادی پتھر تھا جس پر حضور مرسل ربانی مسیح قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی شکست کی عمارت کھڑی کی تھی۔ جب کہ وہی نقلی ثابت ہو گیا

تو سارا امکان معہ چھت کے تمہارے اوپر آ پڑا جس نے تم سب کا کچومر نکال دیا۔ مگر صبر کرو۔ اور آگے چلو۔ پھر دیکھو کہ میں تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا دیتا ہوں۔ یا نہیں؟

او نادان انسان! تو نے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی یہ پہلی شکست اسی لئے تو قرار دی تھی۔ کہ مرزا صاحب نے ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ "عبد الحکیم خاں میرے سامنے ہلاک ہو جائیگا۔ مگر وہ مسیح موعودؑ کے سامنے ہلاک نہیں ہوا۔ لہٰذا مرزا صاحب کی یہ شکست ہوئی؟ سو یہ تمہاری ساری شیخی اصل عبارت مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کے نقل کرنے سے کرکری ہو گئی۔ رہی دوسری لاف کہ "مرزا صاحب ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب کی پیشگوئی کی میعاد میں دنیا سے چل بسے۔" اس کا جواب بھی ہوش و حواس کو قائم کرکے یوں سن لو جس سے تمہارا اور تمہارے ممدوح اشر الناس پٹیالوی خناس کا سارا ہی منہ کالا ہو جائے۔

مسیح موعودؑ کی پیشگوئی۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۹۰۵ء کو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اپنی وفات کی خبر بذریعہ رسالہ الوصیت شائع کی۔ اور کثرت سے اس رسالہ کو اپنوں بیگانوں میں تقسیم کیا۔ اور اس میں کھول کر تصریح کے ساتھ بتا دیا۔ کہ میری وفات کا وقت قریب آگیا ہے۔ چنانچہ حضور کے الفاظ یہ ہیں:

"چونکہ خدائے عز و جل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے۔ کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے۔ اور اس بارہ میں اس کی

وحی اس قدر تواتر سے ہوئی۔ کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔ اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔

سو پہلے میں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں۔ جس نے مجھے میری موت کی خبر دے۔ کہ میرے سلئے یہ تحریک پیدا کی۔ اور وہ یہ ہے۔ جو عربی زبان میں ہوئی۔ قرب اجلك المقدر ...... قل میعاد ربك ...... جاء وقتك عرب مانو عدہ دنا۔ تیری اجل مقدر قریب آگئی ہے تیری نسبت خدا کی میعادِ مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے۔ اور جو وعدہ کیا گیا۔ وہ قریب ہے ...... پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی۔ (الوصیۃ صـ۲)

یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات کے متعلق دسمبر ۱۹۰۵ء میں شایع فرمائی اور اسی پر بس نہیں ہوئی۔ بلکہ رسالہ الوصیت کے شائع ہونے کے اول اور بعد بھی متواتر ایسے الہامات کا سلسلہ جاری رہا جس سے یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ اب یہ پاک وجود مسیح موعودؑ کا جلد ہم سے جدا ہونے والا ہے۔ ان الہامات ورؤیا میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

حضورؑ نے اکتوبر ۱۹۰۵ء میں رؤیا دیکھا۔ جو انہی دنوں شائع ہو گیا۔ اس سے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ حضورؑ کے ایام حیات دو تین سال باقی رہ گئے ہیں۔

چنانچہ وہ رؤیا یہ ہے:

(۱) "ایک کوری ٹنڈ[1] میں کچھ پانی مجھے دیا گیا ہے۔ پانی صرف دو تین گھونٹ باقی اسمیں رہ گیا ہے۔ لیکن بہت مصفّی اور مقطر پانی ہے۔ اس کے ساتھ الہام ہوا۔ آبِ زندگی" (ریویو۔ دسمبر ۱۹۰۵ء)

چنانچہ اس رؤیا کے ڈھائی سال بعد حضورؑ کا وصال ہوا۔ پھر ۲۰ فروری ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا۔ کہ:۔

(۲) "افسوس ناک خبر آئی۔ اور انتقال ذہن لاہور کی طرف ہوا" اس کے مطابق حضورؑ کی وفات لاہور میں ہوئی۔ اور وہاں سے ہی افسوسناک خبر آئی۔

پھر ۲ مارچ ۱۹۰۸ء کو اہل بیت حضرت مسیح موعودؑ کے لئے حضورؑ کو الہام ہوئے۔ کہ:۔

(۳) "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔ اعجب تم ان تموتوا۔ ان کی نعش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں"

ٹھیک ان الہامات کے مطابق ہوا۔ کہ اہل بیت مسیح موعودؑ کے لئے یہ واقعی ایک بھاری امتحان تھا۔ اور حضورؑ کی نعش کو کفن میں لپیٹ کر قادیان لائے۔

پھر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوئے:۔

(۴) "بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید۔ ستائیس کو ایک

[1] ٹنڈ اس مٹی کے برتن کا نام ہے۔ جو رہٹ کے ذریعہ کنوئیں سے پانی کھینچنے کیلئے کسان پنجاب میں استعمال کرتے ہیں۔

واقعہ ہمارے متعلق۔ اللہ خیر و ابقی۔ خوشیاں منائیں گے۔ وقت رسید"۔

یہ تمام الہامات و خوابات اپنے مفہوم سے صاف طور پر بتا رہے ہیں۔ کہ دسمبر ۱۹۰۵ء سے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے لئے صرف دو ڈھائی سال رہ گئے ہیں۔ اور حضورؑ کا جلد وصال ہونے والا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ ان الہامات میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ حضورؑ کی وفات قادیان سے باہر ہوگی اور کفن میں لپیٹ کر نعش لائی جائیگی۔ اور ستائیس تاریخ سے اس واقعہ کا کچھ تعلق ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ حضورؑ کا وصال مطابق الہاماتِ الٰہی و فرمودۂ مسیحائی قادیان سے باہر خبر وفات شائع کرنیکے پورے ڈھائی سال بعد ہوا۔ مطابق الہام "آب زندگی" اور ۲۷ مئی کو حضورؑ مقبرہ بہشتی میں حسب پیشگوئی "ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق" دفن کئے گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب کون جاہل انسان ہوگا۔ جو ان الہامات کو اور رسالہ الوصیت کو جو محض الٰہی الہامات کی بناء پر اپنی وفات کے متعلق شائع کیا گیا تھا۔ پڑھنے کے بعد مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کی بڑ کا نتیجہ بتا کر مثل یہود یہ دعوے کرنے لگے۔ کہ انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ۔

مرتد ڈاکٹر

آؤ اب ہم عبد الحکیم شاگرد شیطان الرجیم کا قصہ آپ کو سناتے ہیں۔ ڈاکٹر مذکور کے دل پر شروع ۱۹۰۶ء میں شیطان نے اپنا پورا سکہ

جما لیا۔ اور اس کو ملہم ثانی بمقابلہ موسیٰ قادیانی بننے کا سبق پڑھا لیا۔ تو پہلے اس کو یہ قاعدہ بغدادی پڑھایا۔ کہ اس نے حضرت اقدس مرسل ربانی مسیح ثانی کے حضور میں ایک گستاخانہ خط لکھا۔ جو شیطان کی پہلی مشق تھی۔ اور اس خط میں شیطانی اسکیم بنا کر خدا کے امور کو اس کے مطابق عملدرآمد کی تاکید کی۔ اور ساتھ ہی لکھ دیا:-

ا۔ تمام قرآن مجید حمد الٰہی سے گونج رہا ہے۔ اور توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے۔ نہ کہ محمدؐ پر ایمان لانیکو یا مسیحؑ پر۔ اگر کہیں (خدا نے قرآن میں) کہا ہو۔ تو وہ آیت بتلائی ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں نہیں فرمایا۔ کہ تمام دنیا میں جس قدر موحد۔ خدا پرست اور نیک بندے ہیں۔ وہ سب کے سب جہنمی ہیں جب تک مجھ پر ایمان نہ لائیں۔" (ذکر الحکیم حاشیہ ص۱)

ب۔ یہودی۔ عیسائی وغیرہ جو نقص علم یا نقص فہم کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائیں سب نجات یافتہ ہیں۔
(ذکر الحکیم حاشیہ ص۱۳)

جب یہ باطل عقائد اور خلاف قرآن و حدیث خیالات ڈاکٹر مرتد کے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حضور پہنچے۔ تو حضورؑ نے جواباً اس کو لکھا۔ کہ

" خان صاحب! آپ کا خط میں نے بہت افسوس سے پڑھا۔ اس خط سے صرف یہی معلوم نہیں ہوا۔ کہ آپ ہمارے سلسلہ سے خارج ہیں۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ دین اسلام سے بھی منہ پھیر

رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ ہر ایک شخص جو یہود اور نصاریٰ
اور دوسری قوموں سے اللہ پر ایمان لائے۔ اور اپنے طور پر
نیک عمل کرے۔ تو نجات پانے کے لئے یہی عمل اس کے لئے
کافی ہے۔" (ذکر الحکیم ص۴)

عبدالحکیم خان نے اس جواب کو پاکر اور شوخی دکھلائی اور خدا کے برگزیدہ ماموریں اللہ
کے لئے گستاخانہ لہجہ اختیار کرتا گیا۔ اور لکھا کہ:

ج۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ کبھی نہیں فرمایا۔ کہ جو
یہود و نصاریٰ خدا پرست اور نیک چلن ہیں۔ اگر مجھ کو نہیں
مانینگے۔ تو نجات نہیں پائینگے۔ (حاشیہ ذکر الحکیم ص۹)

د۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اتباع محمدی نجات کا آسان رستہ
ہے۔ مگر یہ نہیں۔ کہ اس بے انت ذات کے تمام قوانین رحمت
و مغفرت ایک انسان (محمد صلعم) کے ہی تابع ہو گئے۔
(ذکر الحکیم حاشیہ ص۱۶)

جس وقت اس حد تک پٹیالوی ڈاکٹر کا ارتداد پہنچ گیا۔ تو ۳ر مئی ۱۹۰۶ء
کو خدا کے رسول مسیح موعود علیہ السلام نے بدر و الحکم اخبارات کے ذریعہ
عبدالحکیم خان کے اخراج از جماعت کا یہ اعلان کر دیا۔ کہ:

"میں اپنی تمام جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ (عبدالحکیم) سے بکلی
قطع تعلق کر لیں۔ اس کے ساتھ ہرگز واسطہ نہ رکھیں۔" (ذکر الحکیم ص۲۹)

جس وقت ڈاکٹر کو اس اعلان کی اطلاع ملی۔ اور اخبارات سلسلہ میں اسنے

پڑھ لیا۔ تو ایک دم نعل در آتش ہو گیا۔ اور اب اس کے مرشد و رہنما شیطان الرجیم (لعنہ اللہ)
کو عبدالحکیم ایسا فرمانبردار روحانی فرزند شاگرد خبیث ہتے چڑھ گیا۔ کہ جس کے
ذریعہ وہ اپنا مقصود حاصل کر سکے۔ اور اس بد باطن روحانی فرزند کے
دماغ میں یہ بٹھا دیا۔ کہ تو بھی ملہم ہے۔ دیکھ میں تجھے کیسے کیسے الہام سکھاتا
ہوں۔ اب تو اس رسل ربانی مسیح قادیانی کے مقابلہ میں ملہم ثانی بن جا مگر
یہ مرتبہ عالیہ تجھ کو اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب کہ تو اسے میرے
لخت جگر عبدالحکیم مسیح موعود کی تکذیب میں ناخنوں تک زور لگا دے۔ کیونکہ
یہی وہ شخص ہے جس کا آخری جنگ اس آخری زمانہ میں میرے ساتھ ہونیوالا
تھا۔ اور یہی مسیح میرا دشمن ہے۔ اب اے میرے نونہال عبدالحکیم! تو میرا
سہارا۔ اور کمزوری کا آلہ ہے۔ بڑی محنت شاقہ کے بعد میں نے تجھے پایا ہے
اور بڑے بڑے حیلے اور جتن میں نے تیرے واسطے کر کے تجھے حاصل کیا
میں اول سے تیری فطرت ملعونہ کو اپنے مشن کے مطابق دیکھتا تھا۔ اور دن
رات اسی تگ و دو میں رہتا تھا۔ کہ تو کسی طرح میرے ہاتھ میں آجائے۔ بارے
میری وہ آرزو پوری ہوئی۔ اور میری مراد بر آئی۔ آ۔ میں پہلے تیری بلائیں لوں
اور پھر تجھے ویسے ہی خطابات۔ بلکہ ان سے بڑھ کر القاب دوں۔ جو خدائے
رحیم نے اپنے مسیح کو آسمان سے دئے ہیں۔ اب آسمانی دروازے تو تیرے
لئے بند ہو گئے مگر میں نے زمینی سارے سوراخ تیری خاطر کھول دئے ہیں جس
سوراخ سے چاہے زمین میں داخل ہو کر میرے خزانے سے مٹھی بھر بھر اپنا دامن
پُر کر لے۔ عبدالحکیم نے اپنے حسب منشا جس وقت شیطان الرجیم کو مادر مہربان

سے بھی بڑھ کر عنایت فرمایا۔ تو اس کو کہنے لگا۔ کہ قبلہ حاجات آپ یہ بجا فرماتے ہیں مگر میرا دل ڈرتا ہے۔ کہ جس شخص کے مقابل آپ مجھے کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ایک صادق راست باز انسان ہے۔ اور مرسل رحمان ہے۔ بیس سال تک میں اسکے دلائل سنتے ہیں۔ اور قرآن شریف کی تفسیر میں پرزور حجت و برہان کے ساتھ اس کی صداقت کا ثبوت دُنیا میں پیش کیا ہے۔ اور بڑے بڑے رؤیا رصالحہ والہامات صحیحہ اس کی سچائی میں دیکھ چکا ہوں۔ جن کو ذکر الحکیم ملا میں شائع بھی کرچکا ہوں۔ اب اس کا کیا علاج کروں۔ لوگ مجھے کیا کہیں گے۔ اور میری اس تکذیب کو اس تصدیق کے مقابلہ میں کیا سمجھیں گے؟

عبد الحکیم کی اس آہ و بکا کو سُن کر شیطان الرجیم نے کہا۔ کہ اے میرے گھر کے چاندنے اور آنکھوں کے نور۔ اس خوف کو تو دل سے کر دے دُور۔ اور کمر بستہ ہوکر اُٹھ کھڑا ہو۔ کیا تجھے یہ معلوم نہیں۔ کہ مسیح قادیانی نے دسمبر ۱۹۰۵ء میں اپنی وفات کے متعلق خداوند جلیل کے وہ سب الہامات شائع کر کے وصیت نامہ لکھ دیا ہے۔ اور وہ الہامات تجھے کسی طرح غلط نہیں ہو سکتے۔ ایسے کھلے الفاظ میں مسیح موعودؑ کی وفات کا زمانہ بتلا دیا گیا ہے۔ جو صرف تین سال سے زیادہ نہیں رہے۔ دیکھ تو سہی۔ "قرب اجلک المقدر"۔ اور "قل میعاد ربک" اور "بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں" اور "اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی"۔ اور "وقت تو نزدیک رسید"۔ اور "ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق"۔ وغیرہ الہامات۔ اور "دو تین گھونٹ آپ زندگی کے باقی رہ جانے والا" خواب۔ یہ سب کچھ معلوم ہو جانے کے بعد اب تیرے لئے ملہم بنکر اس کی وفات کی پیشگوئی کر دینا کونسی مشکل بات ہے؟ سب کچھ بنا بنایا موجود ہے

ان الہامات اور رؤیائے صالحہ کی موجودگی میں جو مسیح موعودؑ کی وفات پر معہ بقیہ میعاد زندگی کے صریح ناطق ہیں تجھے کونسی دشواری ہے کہ تو ڈرتا ہے۔ پیارے فرزند! تجھ کو یہ تو معلوم ہے۔ اور تو نے لکھ بھی دیا ہے۔ کہ:-

"میں ایک گنہگار اور بے عمل انسان ہوں۔ میرا دماغ الہامات اور خوابات کے لئے فطرتاً موزون ہے۔ . . . . میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر میں خاص توجہ اور محنت کے ساتھ مشق کروں۔ تو مرزائے قادیانی سے سینکڑوں درجہ بڑھ جاؤں۔" (کانا دجال صنا)

پس اے میرے نور بصر! جبکہ مشق و توجہ سے تو بخیال و دعوے خود کانے دجال سے بڑھ سکتا ہے۔ اور الہامات و رؤیا کو کسبی اور مشق کا نتیجہ جانتا ہے۔ تو اس وقت سے بڑھ کر اور کونسا وقت تیرے لئے مشق و توجہ کا ہوگا۔ اور جبکہ تیرا دماغ الہامات و خوابات کے لئے موزون ہے۔ تو ان کے سمجھنے کے لئے تو موزون تر ہے۔ کیا تو مرزا کے رسالہ الوصیت اور الہامات بالا کو دیکھ کر ابتک اتنا بھی نہیں سمجھا۔ کہ اب مسیح قادیانی زیادہ سے زیادہ تین سال آئندہ رہیگا۔ ان الہی الہامات میں اس کی وفات کی صریح خبر موجود ہے۔ لہٰذا اُٹھ! اور مت ڈر! فوراً لکھ دے کہ مجھے مرزا کی موت کے متعلق الہام ہوا ہے۔

عبد الحکیم کو اپنے ناصح مشفق روحانی پدر کا یہ حجتہ بہت پسند آیا۔ اور اسنے دوبارہ غور سے ان الہامات کو جنمیں وفات مسیح موعودؑ کی خبر دیگئی تھی۔ پڑھا۔ تو خوب جان لیا۔ کہ واقعی مرزا صاحبؑ اب زیادہ سے زیادہ تین سال زندہ رہینگے تو میں بھی کیوں نہ لکھ دوں۔ کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ مرزا تین سال میں فوت

ہوجائیگا۔ اس کو دل نشین کرکے آخر کار شیطان کے فرمانبردار نے بڑی پیچ و فکر اور غور کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لکھا۔ کہ مرزا کے خلاف ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو مندرجہ ذیل الہامات ہوئے ہیں۔ کہ :۔

"مرزا مسرف ہے۔ کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔"

(کانا دجال صفحہ)

اس یاوہ گوئی کا نام کانا دجال یا کوئی اس کا ہمزاد دجال مستور الحال سہارنپوری اگر پیشگوئی رکھتا ہے۔ تو اس کے لئے ڈوب مرنیکا مقام ہے۔ اس بیچارے کو سوچنا چاہیئے۔ کہ مرزا صاحب علیہ السلام نے تو پہلے سے ہی دسمبر ۱۹۰۵ء میں اپنی وفات کی پیشگوئی کردی تھی۔ اور لکھ دیا گیا تھا۔ کہ خدا کی متواتر وحی سے معلوم ہو گیا ہے۔ کہ میرا زمانہ وفات قریب ہے۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ کہ زندگی کے "بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں"۔ اور مجھے دکھا دیا ہے۔ کہ "دو تین گھونٹ آبِ زندگی باقی رہ گیا ہے"۔ یہ سب کچھ معلوم ہو جانے کے بعد اگر کانا دجال یا اس کا ہم خیال یہ لکھ کر شائع کرے۔ کہ مرزا صاحب تین سال میں فوت ہو جائینگے۔ تو یہ اس ہرزہ درا کذابِ اکبر شیطانِ اصغر کی چالاکی اور بے ایمانی نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ اے منصف مزاج لوگو! تم میں اگر خوفِ خدا ہے۔ تو بتاؤ تو سہی کہ آیا مرزا صاحب نے اپنی وصیت شائع کر کے دسمبر ۱۹۰۵ء میں یہ نہیں بتایا تھا۔ کہ میری وفات کا زمانہ بہت قریب آگیا ہے۔ اور یہ نہیں شائع کر دیا گیا تھا۔ کہ "تائیں کو ایک واقعہ ہمارے متعلق"۔

اور یہ نہیں لکھ دیا گیا تھا۔ کہ "لاہور سے افسوسناک خبر آئی"۔ اور یہ نہیں لکھ دیا تھا کہ اے اہل بیت "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر"۔ اور یہ نہیں لکھ دیا تھا۔ کہ "ان کی نعش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں"۔ اور یہ نہیں سنا دیا تھا۔ کہ "دو تین گھونٹ آبِ زندگی باقی رہ گیا ہے"۔ اور یہ سب کچھ کانے دجال پٹیالوی بدخصال کی بیہودہ گوئی مشتہرہ ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء سے پہلے پہلے نہیں شائع ہو چکا تھا؟ اور مرتد مذکور نے کیا انکو اپنی ہرزہ درائی سے قبل نہیں پڑھ لیا تھا؟ اس سارے استفسار کا جواب ایک ہی ہے۔ کہ ہاں! ہاں!! بیشک یہ سب کچھ پہلے شائع ہو کر عبدالحکیم کے پاس پہنچ چکا تھا۔ پس جبکہ یہ بات ہے۔ تو پھر مرتد مذکور کا اس کے بعد یہ کہنا۔ کہ "مرزا تین سال میں ہلاک ہو جائیگا" شرارت اور بیحیائی اور بے ایمانی۔ اور یاوہ سرائی و ہرزہ درائی نہیں۔ تو اور کیا ہے؟

عبدالحکیم مرتد کا یہ کہنا۔ کہ "مرزا مسرف۔ کذاب۔ عیار ہے۔ اور صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے" محض شیطانی اغواء ہے جس کی سب سے بڑی زبردست لاجواب دلیل جس کا جواب آج تک نہ مرتد مذکور سے نہ اس کے کسی مستور سے ہو سکا۔ اور نہ آئندہ ہو سکے۔ یہ ہے۔ کہ شیطان اخرس نے اپنی یاوہ گوئی کے اصل الفاظ آج تک نہیں شائع کئے۔ جن الفاظ میں اس کے ملہم نے اسکو یہ الہام کیا تھا۔ باوجودیکہ مسیح موعودؑ نے یہ لکھا بھی کہ عبدالحکیم نے اصل الفاظ اس الہام کے جس میں تین سال میعاد وفات بتائی گئی ہے۔ نہیں لکھے۔ اس مطالبہ کو پورا کرنا

ملہم شیطانی کا غرض ولیعن تھا جس کو اس نے آج تک نہیں پورا کیا اور نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ خدا کی
طرف سے تو الہام تھا ہی نہیں وہ تو سرقہ تھا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کا
اسلئے اسنے باوجود بار بار اس مزخرفات کو شایع کرنے کے لئے اصل الفاظ نہ بتائے
معنصین ذرا غور تو کریں کہ مرتد کے یہ الفاظ کہ مرزا کی موت کی "میعاد تین سال بتلائی
گئی ہے"۔ کیا یہ ظاہر نہیں کرتے۔ کہ وہ کلام اس کے علاوہ ہے جس میں
مرزا صاحب کی وفات ملہم کو الفاظ میں ظاہر کی گئی ہے۔ ان اصل الفاظ کا آجتک
نہ ظاہر کرنا بین دلیل ہے۔ اس امر کی کہ یہ میعاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے
اس رویا صادقہ سے چرائی گئی ہے جسمیں "دو تین گھونٹ آب زندگی کا باقی رہنا
دکھایا گیا تھا"۔ تب ہی تو شریر پٹیالوی اصل الفاظ نہیں دکھلا سکا۔

بہر حال یہ ثابت شدہ صداقت ہے۔ کہ مرتد کا اچھا ہی یہ ڈینگ اسوقت مارنے
لگا جبکہ خدا تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ کی جانب سے اس کے مرسل مسیح موعود کو
پہلے اطلاع مل چکی۔ کہ تیری وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ اور دو تین سال زندگی باقی رکھی
ہے۔ جو کہ مقدر تھی۔ اور ستائیس تاریخ کو تو اس عالم فانی سے واصل ہو جائیگا۔ اور علاوہ
دیگر دلائل قویہ کے سب سے بڑی قوی دلیل اس کے سرقہ کی یہ ہے۔ کہ مرتد مردود
اصل الفاظ الہام کے نہیں بتا سکا جنمیں اسکو یہ تین سال میعاد بتلائی گئی تھی۔
تا اس کا سچ معلوم ہو جاتا۔

خدا سچے کا حامی ہو

مفتری۔ مکار پٹیالوی نابکار کے اس
مسروقہ الہام کے مقابلہ میں حضرت جری اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۶؍ اگست
۱۹۰۶ء کو مندرجہ ذیل اشتہار شائع کیا۔ جس میں مرتد مذکور کی ۱۲؍ جولائی سے

تین سال تک میعاد وفات والی پیشگوئی اور اسکے جواب میں خدا تعالیٰ سے لے کر الفاظ
میں اپنی پیشگوئی شائع کی۔ جو عبد الحکیم کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

"خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں
اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب
نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر
تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔

رب فرق بین صادق و کاذب۔ انت تری کل مصلح وصادق

(اشتہار خدا سچے کا حامی ہو مطبوعہ ۱۶؍ اگست ۱۹۰۶ء)

اس پیشگوئی میں دو امر بتائے گئے ہیں۔ اول مرتد پٹیالوی کا بلا قید وقت آسمانی
عذاب میں مبتلا ہونا۔ دوئم صادق اور کاذب میں فرق دکھلایا جانا۔ اس تمام
اشتہار میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس کا مفہوم یا منشاء وہ ہو جو جاہل مستور نے
اپنے اشتہار میں جس کا یہ جواب دیا جا رہا ہے۔ یہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"مرزا صاحب نے کمال بیباکی کے ساتھ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کے
مقابلہ میں ۱۶؍ اگست ۱۹۰۶ء کو یہ مضمون شائع کیا۔ کہ خود عبد الحکیم خاں میرے
سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائیگا۔ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ کہ میں ایسی
ذلت اور لعنت کی موت سے مروں۔ کہ عبد الحکیم کی پیشگوئی کی
میعاد میں ہلاک ہو جاؤں"۔ (اشتہار سہارنپوری)

یہ وہ نجاست ہے جس کو عبد الحکیم خاں مسیح الدجال نے اور فتح محمد خاں تراوڑی کے
حقیقی کانے دجال نے اپنے رسالجات اعلان الحق کے صفحہ ۵ پر منہ سے

نکال کر ڈالا ہے۔ اسی گندگی کو اندھے غول کے سڑیلے دماغ والے سہارنپوری نے نعمت جان کر نوش جان کر لیا۔ آہ! صد آہ!! کہ ایسے بیہودہ لوگ اور جاہل مطلق دشمن دین و ایمان یہودی صفت حیوان بشکل انسان بھی دنیا میں موجود ہیں۔ جو جھوٹ بولنے سے ذرا بھی نہیں شرماتے اور نہ صرف زبانی جھوٹ بولتے ہیں بلکہ سفید نہ سیاہ لکھ کر اپنا نامۂ اعمال بھی کالا کر لیتے ہیں۔ سُن او سہارنپوری مجہول! تو نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور شکم سیر ہو کر جھوٹ بولا۔ تو نے یہ نہ جانا اور سمجھا۔ کہ جن تحریروں کا حوالہ میں اشتہار میں دے رہا ہوں۔ وہ دنیا میں دوست دشمن سب کے پاس موجود ہیں۔ اگر کسی نے اصلی اشتہار مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو نکال کر پڑھا۔ اور انہیں یہ کہیں نہ لکھا پایا۔ کہ:-

"خود عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائیگا۔ الخ"

تو وہ تجھ پر ہزار لعنت نہ کریگا۔ تو اور کیا کریگا۔ تف ہے۔ تیری اس ایمانداری کی اور حیف ہے تیری اس جاہلانہ ہوشیاری پر۔ کہ صرف اپنے ہمنام مرتد پٹیالوی کے رسالہ کو دیکھ کر ہی جو اس میں لکھا پایا۔ وہی حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف منسوب کر دیا۔ اور ابھی کیا ہے۔ آگے چل دیکھ۔ تو تیری کیسی دھجیاں خدا کے فضل سے اڑاتا ہوں۔

او خناس! بتا تو سہی۔ کہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کے اشتہار میں کہاں لکھا ہے۔ کہ "عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائیگا۔ الخ"

کیا اسی دروغگوئی پر خدا کے پہلوان جری اللہ مسیح الزمان علیہ السلام کے خلاف اشتہار دینے پر آمادہ ہوا تھا۔ لعنۃ اللہ علیک وعلیٰ من لدیک۔

جب یہ امر ثابت ہو گیا۔ کہ عبدالحکیم کی یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ بلکہ مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں سے سرقہ کر کے انگلی کٹا شہیدوں میں ملنا چاہتا ہے۔ تو یہ بھی صاف ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات مرتد کے اضغاث احلام کے مطابق نہیں ہوئی۔ بلکہ اپنی پیشگوئی اور خدا کے فرمودہ الہامات "قرب اجلک المقدر" "وقت تو نزدیک رسید" اور "تھوڑے دن رہ گئے ہیں" اور "دو تین گھونٹ آب زندگی" باقی ہے۔ وغیرہ کے مطابق ہوئی۔ اور آپ راستباز نکلے۔ جیسا بتایا تھا۔ ویسا ہی واقعہ ہوا۔ مرتد کے سہارنپوری حمایتی یا خود مرتد کا دعوے لاف و گزاف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ عبدالحکیم کی روسیاہی اور سہارنپوری کی بیحیائی کے ثبوت میں تو اسی قدر ثابت کر دینا کافی تھا۔ کہ مرزا صاحبؑ پٹیالوی ڈاکٹر کی پیشگوئی کے مطابق نہیں۔ بلکہ اپنی پیشگوئی کے موافق فوت ہوئے ہیں۔ لیکن ہم دروغگو کو اُسکے گھر تک پہنچا کے چھوڑینگے۔ انشاءاللہ۔ اور اس پر اور بھی لکھتے ہیں۔ جس سے عبدالحکیم کا کاذب اور سہارنپوری کا مکذب ہونا آفتاب سے زیادہ روشن طور پر نظر آجائے۔

سہ سالہ پیشگوئی منسوخ

مرتد پٹیالوی اور سہارنپوری مکذب کا یہ دعوے۔ کہ مرزا صاحبؑ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء یا یکم جولائی ۱۹۰۷ء والی پیشگوئی

کے مطابق فوت ہوئے ہیں۔ سب خاک میں مل جاتا ہے۔ جس وقت پٹیالوی مخبوط الحواس کا رسالہ اعلان الحق سامنے آجائے۔ خدا تعالیٰ نے صادق اور کاذب میں ایسا فرق کرکے دکھلایا ہے۔ کہ ڈاکٹر مرتد اور اس کے ہوا خواہوں کے لیے ؎

نہ مرنے کی گنجائش نہ جینے کی جگہ باقی

رہی۔ ڈاکٹر مذکور نے جب مارچ ۱۹۰۷ء کے وہ الہام پڑھے جو مسیح موعودؑ کو ہوئے اور ریویو جلد ۶ کے نمبر ۳ میں شائع ہوگئے۔ جو یہ ہیں۔ کہ اے اہل بیت۔ (۱) شر ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر"۔ (۲) "ان کی نعش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں"۔ تو کچھ ان الہامات کو پڑھ کر اور کچھ یہ سمجھ کر۔ کہ میں نے جو سہ سالہ میعاد کی پیشگوئی کی ہے۔ اس کا ماخذ تو وہ "دو تین گھونٹ آب زندگی" والا رؤیا تھا جس کے مطابق تین سال تو اکتوبر ۱۹۰۸ء میں پورے ہو جاتے ہیں۔ اور میری پیشگوئی کی میعاد اس سے آگے بڑھ جائیگی۔ جو ۱۲ جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہوگی۔ یہ بڑی غلطی لگی۔ کیونکہ مرزا صاحبؑ نے تو مطابق الہامات الٰہیہ و رؤیا مذکورہ ڈھائی تین سال میں فوت ہو جانا ہے۔ اور یہ میعاد ان کے رؤیا "آب زندگی" کے مطابق اکتوبر ۱۹۰۸ء میں پوری ہو جائیگی۔ اس لئے ایسی پیشگوئی بنا دو جو اس کے لگ بھگ رہے۔ تا کوئی یہ بھی نہ کہے کہ مرزا صاحب کے الہامات سے سرقہ کرکے یہ پیشگوئی کی۔ لہٰذا اس کی درستی کرو۔ تاکہ عین اس رؤیا کے قریب قریب ہو جائے۔ آپ نے یہ حساب لگا کر سہ سالہ میعاد کو منسوخ قرار دیکر لکھ مارا۔ کہ :-

"اللہ تعالیٰ نے (مرزا کی) شوخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں سہ سالہ میعاد میں سے جو ۱۲ جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہوتی تھی۔ دس مہینے اور گیارہ دن کم کر دئے۔ اور مجھے یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو الہاماً فرمایا۔ کہ مرزا آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائیگا"۔ (اعلان الحق و اتمام الحجۃ ص۶)

چلو فیصلہ شد۔ مرتد پٹیالوی نے سہ سالہ پیشگوئی جو ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو کی تھی۔ اس کی خود ہی تردید و تنسیخ کر دی۔ اور اسکی بجائے یکم جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ ماہ کی میعاد کا اعلان کرکے اپنی روسیاہی کر لی۔ لہٰذا سہ سالہ میعاد والی پیشگوئی کا تو نام و نشان مٹ چکا۔ اس کا ذکر کرنا بھی مرتد اور مکذب کے لئے قابل شرم ہے۔ کیونکہ وہ منسوخ ہو چکی ہے۔ اب تو چودہ ماہ والی پیشگوئی کا تنازعہ ہے جسکی بابت خدا کے فضل سے ایسا دندان شکن اور مسکت جواب دیا جاتا ہے جس سے مرتد اور اس کے ہوا خواہ زندہ درگور ہو جائیں

مرتد پٹیالوی کی اس چودہ ماہہ پیشگوئی — چودہ ماہہ گپ کی حقیقت

اول تو میں اوپر ثابت کر آیا ہوں۔ کہ یہ پیشگوئی مرتد نے اپنی سہ سالہ پیشگوئی کی اصلاح کے واسطے حضور علیہ السلام کے مارچ ۱۹۰۷ء والے الہامات کو پڑھ کر کی تھی جبکہ اس کو یہ خیال آیا کہ میں نے جس رؤیا "آب زندگی" کی بنا پر سہ سالہ میعاد رکھی تھی۔ وہ رؤیا تو میری اس پیشگوئی سے [illegible] ماہ پہلے

گئی ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ اسکی ترمیم کروں۔ اور ایسی پیشگوئی بناؤں جو اکتوبر ۱۹۰۸ء ہونے والے دربار کے قریب قریب ہے۔ اس لئے دس ماہ کم کرکے کم جولائی ۱۹۰۷ء کو چودہ ماہ کی ٹھہرا دی۔ جس کی میعاد ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک تھی۔ جب یہ شیطانی اعلان اس نے کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ کو مندرجہ ذیل بشارتیں دیں۔ جو حضورؑ نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو "تبصرہ" کے نام سے ایک اشتہار میں شائع کر دیں۔ اس میں سے جو عبدالحکیم کے متعلق ہے۔ وہ صرف اس قدر ہے۔ کہ:-

"اپنے دشمن سے کہدے۔ خدا تجھ سے مواخذہ لیگا۔ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دونگا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے۔ کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کرونگا اور تیری عمر کو بڑھا دونگا۔ تا معلوم ہو۔ کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔" (اعلان الحق۔ ص۵)

ان بشارتوں میں خدا تعالیٰ نے چودہ ماہ والی پیشگوئی کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ (۱) تیرے دشمن سے مواخذہ ہوگا۔ (۲) اور چودہ ماہ کی میعاد کی جو پیشگوئی ہے۔ اس کے جھوٹا کرنے کے لئے تیری عمر کو میں بڑھا دونگا۔ اور دشمن کو جھوٹا کرونگا۔ ان الہامات و بشارات آئندہ میں کسی جگہ خدا نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ عبدالحکیم کو تیری زندگی میں موت دونگا۔ اس کے متعلق جھوٹا کرنیکا وعدہ اور چودہ ماہ والی پیشگوئی کے مقابلہ میں عمر کے بڑھا دینے کی بشارت ہے۔ اس سے زیادہ

اور کچھ نہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ آیا عبدالحکیم کو خدا نے جھوٹا کیا یا نہیں؟ اگر اس کا اپنی قلم اور زبان سے جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔ تو پھر کسی دوسری دلیل کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ مشہور اصول ہے۔ کہ المرء یؤخذ باقرارہ۔ اور جب کہ وہ اس پیشگوئی میں بھی کاذب ہو گیا۔ تو پھر عمر کے بڑھانے کی ضرورت بھی نہیں رہیگی۔ کیونکہ عمر کا بڑھانا اسی صورت میں ضروری ہوگا جبکہ وہ چودہ ماہ والی پیشگوئی پر قائم رہے۔

مرتد پٹیالوی جھوٹا ہو گیا۔

لیکن الحمد للہ علیٰ ذالک۔ کہ خدا نے عبدالحکیم جانشین شیطان الرجیم کو ایسا جھوٹا کیا۔ کہ جائے دم زدن باقی نہیں چھوڑی جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اخیر ۱۹۰۷ء اور ابتداء ۱۹۰۸ء میں تواتر کے ساتھ یہ الہام ہوئے۔ کہ اب اجل مقررہ اور وقت مقدرہ جس کی بابت پہلے یہ الہام ہو چکے ہیں۔ کہ "قرب اجلک المقدر" اور "تھوڑے دن رہ گئے ہیں"۔ وہ اب نزدیک آگیا ہے۔ جیسا کہ الہامات ذیل سے ظاہر ہے۔

۷ نومبر ۱۹۰۷ء۔ موت قریب ہے۔ ان اللّٰہ یحمل کل حمل۔

۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید۔

۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ وقت رسید۔

۷ مارچ ۱۹۰۸ء۔ ماتم کدہ۔ اس کے بعد دیکھا۔ کہ ایک جنازہ آتا ہے۔

۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء۔ مباش ایمن از بازی روزگار۔

۹ مئی ۱۹۰۸ء - الرحیل ثم الرحیل - موت قریب - ان اللّٰہ یحمل کل حمل -

یہ سب الہامات اخبارات و رسالہ جات سلسلہ میں شائع ہو چکے - تو مرتد مذکور نے خوب سمجھ لیا - کہ اب زمانہ وفات مسیح موعودؑ بہت نزدیک آ گیا ہے - شیطان نے اس موقعہ کو غنیمت جانا - ابلیس کی تلبیس چل گئی - اور بدبخت پٹیالوی نے اس چودہ ماہ والی گپ کو ایک شب کے ساتھ بدل دیا۔

چودہ ماہہ پیشگوئی مردود

اور بہت سے اخباروں میں چھپوا دیا۔ کہ مرزا ۴ اگست ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہو جائیگا۔

جیسا کہ اخبارات ذیل سے نقل کیا جاتا ہے جنمیں پٹیالوی نے اس شیطانی گپ کو شائع کرایا تھا - دیکھو روزانہ پیسہ اخبار و اہلحدیث امرتسری مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء ایڈیٹر پیسہ اخبار کو پٹیالوی لکھتا ہے :-

"مکرم بندہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میرے الہامات جدیدہ جو مرزا غلام احمد کے متعلق ہیں اپنے اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرماویں -

(۱) مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائیگا - (۲) مرزا کے کنبہ میں سے ایک بڑی معرکۃ الآرا عورت مر جاوے گی - والسلام

خاکسار عبد الحکیم خاں - ایم بی - پٹیالہ - ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء

(روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۴ کالم ۲)

پیچھے حضرات! دروغگو مرتد نے مئی ۱۹۰۸ء میں اگر چہ وہ اپنی پیشگوئی میں سے جس کی میعاد ۱۲ اگست ۱۹۰۸ء کو پوری ہوتی تھی ۸ یوم اور کم کر کے اب ایک خاص تاریخ معین کر دی - کہ مرزا ۴ اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ کو ہلاک ہو جائیگا: اور اس ڈھٹائی سے چودہ ماہہ پیشگوئی کو دریابرد کر دیا - اس کا نام و نشان ہی نہ رہا - پھر اسی معینہ تاریخ والی پیشگوئی کو اہلحدیث میں بھی طبع کرایا جس کے متعلق ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر لکھتا ہے - کہ :-

"آہ! ہم افسوس سے کہتے ہیں - کہ ہمارا اس خبر کے شائع کرنے سے دل دکھتا ہے - مگر کیا کریں واقعات کا اظہار بھی ضروری ہے۔ ہمارا ماتھا تو اسی وقت اس بد خبر کے سننے سے ٹھنکا تھا جب مرزا صاحب نے اپنا آخری وصیت نامہ شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا - کہ مجھے وحی الٰہی نے متنبہ کر دیا ہے - کہ جلدی وہ زمانہ آنے والا ہے - کہ لوگ کہیں گے "خس کم جہاں پاک" لیکن تاہم ہم قانون خداوندی ویمدھم فی طغیانہم پر نظر ڈال کر ایسے جلدی کے متوقع نہ تھے جتنی جلدی کی خبر ہم کو آج ہمارے دوست ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب پٹیالوی نے سنائی ہے - ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں :-

"مرزا قادیانی کے متعلق میرے الہامات ذیل شائع کر کے ممنون فرماویں :-

(۱) مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ء (۴ اگست ۱۹۰۸ء) کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائیگا۔ (۲) مرزا کے کنبہ میں سے ایک بڑی معرکۃ الآرا عورت مر جائیگی۔" (اہلحدیث مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ کالم ۲)

اب جبکہ مرتد پٹیالوی نے خود ہی چودہ ماہہ پیشگوئی کو منسوخ کر کے اس کی بجائے ایک خاص معین تاریخ ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴ اگست ۱۹۰۸ء وفات مسیح موعود کی مقرر کر دی۔ تو چودہ ماہہ پیشگوئی کا تو کوئی تنازعہ ہی نہ رہا۔ نہ وہ قابل استدلال رہی۔ کیونکہ اس کو مٹا کر ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ کی پیشگوئی اس کی بجائے کر دی ہے۔ اس لئے اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ آیا مرزا صاحبؑ کی وفات ۲۱ ساون مطابق ۴ اگست ۱۹۰۸ء کو ہوئی یا اس تاریخ سے پس و پیش؟ اگر اس تاریخ سے قبل ہوئی۔ تب پٹیالوی کذاب جھوٹا۔ اور اگر اس سے بعد ہوئی۔ تب بھی کاذب پٹیالوی اکذب ثابت ہو گیا۔ کیونکہ وہ اسی صورت میں صادق ٹھہر سکتا تھا۔ وہ بھی کسی قدر جب کہ مرزا صاحب علیہ السلام کی وفات ٹھیک اس کی مقررہ کردہ پیشگوئی آخری ۲۱ ساون مطابق ۴ اگست ۱۹۰۸ء کے دن واقع ہوتی اور اگر ایسا نہیں ہوا۔ اور درحقیقت نہیں ہوا۔ تو پٹیالوی کے کانا دجال اور کذاب بدخصال ہونے میں ایک رتی بھر کسر نہیں رہی۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

اس کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ پٹیالوی خناس نے چودہ ماہہ پیشگوئی کو کیسی طرح منسوخ قرار دیا ہے۔ اور اس کی بجائے ۴ اگست ۱۹۰۸ء والی تاریخ معینہ کی پیشگوئی ایسی ناسخ ٹھہرائی ہے۔ کہ جس کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ بشرطیکہ ذرا بھی حیا و شرم ہو۔ ورنہ بقول مشہور ؎

بے حیا باش ہر چہ خواہی گو

کا تو علاج ہی نہیں۔

اور اس سے کسی کو انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات نہ ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ کو ہوئی۔ نہ ۴ اگست ۱۹۰۸ء کو بلکہ اسکے صریح خلاف ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضور کا وصال اور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو آپؑ کی تدفین مطابق الہام "ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق" "واللہ خیر و ابقیٰ" قادیان شریف میں ہوئی جس سے ۴ اگست والی پیشگوئی جھوٹی ہو کر عبد الحکیم کو کاذب بنا گئی۔ اب سہارنپوری مستورہ یا پٹیالوی مذکور بتلائے کہ مرزا صاحب علیہ السلام پٹیالوی کی کس پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے ہیں؟ اگر وہ کہے کہ "سہ سالہ" میعاد والی کے مطابق۔ تو چودہ ماہہ لغو گوئی اسکی روسیاہی کو موجود ہے۔ اور اگر کوئی کہے۔ کہ چودہ ماہہ پیشگوئی کے ماتحت وفات ہوئی۔ تو اس کی تکذیب کے لئے ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ والی فضول گوئی موجود ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ ۲۱ ساون والی کے مطابق۔ تو اس کی تردید ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کر رہی ہے۔ پھر کیا حق ہے کسی بزدل سہارنپوری مجہول یا پٹیالوی مخذول کا وہ کہنے لگیں کہ ہماری یا وہ گوئی سچی نکلی۔ ان کی غپ تو تب صحیح ہوتی۔ جب مرزا صاحبؑ ۴ اگست ۱۹۰۸ء کو فوت ہوتے۔ مگر خدا نے صادق اور کاذب میں حسب وعدہ خود۔ کہ۔

"میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا"

(اشتہار خدا سچے کا حامی ہو حاشیہ صفحہ ۱)

وثوق کرکے بتادیا۔ کہ عبدالحکیم واقعی کاذب دجال اور جھوٹا ہے۔ جس نے کہا تھا کہ "مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴ اگست ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہو جائیگا" (اہلحدیث صفحہ ۸ و روزانہ پیسہ اخبار صفحہ ۸ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء)

دیکھو ہم صادق کو اپنی پیشگوئیوں اور رؤیا صالحہ "موت قریب" و "وقت رسید" و "ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق" "واللہ خیر و ابقیٰ" و "ماتم کدہ" و "بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں" "اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی" و "الرحیل ثم الرحیل" و "خوشیاں منائینگے" و "آب زندگی دو تین گھونٹ باقی رہ گیا ہے" والے خواب کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات دے کر اپنے رسول کا صادق ہونا ظاہر کرتے ہیں تا کوئی یہ نہ کہنے لگے۔ کہ عبدالحکیم کی پیشگوئی سچی نکلی۔

میں عمر کو بڑھا دونگا

بعض کوتاہ فہم جہلاء۔ جیسے کہ امرتسری یا سہارنپوری۔ یا ایسے ہی کوئی اور بیوقوف، یہ اعتراض کر دیتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے تو پیشگوئی کی تھی۔ کہ خدا نے وعدہ کیا ہے۔ کہ میں تیری عمر بڑھا دونگا۔

"اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی چودہ ماہہ جو ستمبر ۱۹۰۸ء کو ختم ہونیوالی تھی۔ مرزا کی عمر اس سے زیادہ ہوگی یعنے وہ ستمبر ۱۹۰۸ء کے اندر اندر کسی طرح مر نہیں سکتے تھے۔ حالانکہ مرے تو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو جو چودہ ماہ سے تین ماہ قبل ہے۔" (اہلحدیث ۱۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۲ کالم اول)

امرتسری کی بیہودگی تو اسکی قلم سے ہی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور اس کا یہ اعتراض لا سے یعنے ہوکر بیخ و بن سے اکھڑ جاتا ہے جیسا کہ امرتسری لکھتا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اگر

"چودہ ماہہ پیشگوئی کر کے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے جیسا کہ انہوں نے کیا ...... کہ ۴ اگست کو مرزا مریگا۔ تو آج یہ اعتراض پیدا نہ ہوتا۔" (اہلحدیث ۴ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۲ کالم اول)

یہ امر بدیہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ڈاکٹر کی پیشگوئی چودہ ماہہ کے مقابلہ میں یہ بشارت اور وعدہ خداوندی ملا تھا۔ کہ "میں تیری عمر کو بڑھا دونگا" لیکن جس حال میں کہ ڈاکٹر چودہ ماہ والی پیشگوئی پر قائم نہ رہا۔ جو بلا تعیین تاریخ تھی۔ تو یہ وعدہ بھی جو مشروط تھا۔ ڈاکٹر کی اس طرح پیشگوئی کے ساتھ کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۳۱ اگست ۱۹۰۸ء تک یعنی چودہ ماہ میں مرزا صاحب فوت ہو جائینگے۔ کیوں پورا کر کے میعاد مقررہ "قرب اجلک المقدر" اور "دو تین گھونٹ آب زندگی باقی رہ گیا ہے" کے خلاف کیا جاتا۔ عمر کا بڑھانا تو تب ہی ضروری تھا۔ جب کہ ڈاکٹر چودہ ماہ کی پیشگوئی پر اڑا رہتا۔ تاکہ اس کو جھوٹا کیا جاتا جیسا کہ خدا نے فرمایا تھا۔ کہ "میں تیری عمر کو بڑھا دونگا" اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسکی تشریح یہ فرمائی تھی:-

"یعنے دشمن جو کہتا ہے۔ کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں...... ان

سب کو میں جھوٹا کر دونگا۔ اور تیری عمر کو بڑھا دونگا۔ تا معلوم ہو کہ
میں خدا ہوں۔ اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے"۔

(تبصرہ۔ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء)

اس سے ظاہر ہے کہ عمر کے بڑھانے کا وعدہ اسی صورت میں تھا جس صورت پر چودہ ماہ والی پیشگوئی بحال خود قائم رکھی جاتی۔ مگر جب اس کو مرتد نے خود ہی منسوخ کر دیا۔ اور اس کی بجائے ایک معین تاریخ مقرر کر دی۔ تو اب عمر کے بڑھانے کی حاجت نہیں رہی۔ اور دشمن کو ڈبل جھوٹا ثابت کر دکھایا
ایک تو وہ اپنی پیشگوئی چودہ ماہ کے خود ہی منسوخ کر دینے سے جھوٹا ہو گیا۔ دوسرے اس سے ۴ اگست ۱۹۰۸ء تاریخ وفات مقرر کرا کے اس تاریخ پر وفات نہ ہونے سے اس کو کذاب بنا دیا۔ جو مقصود بالذات امر تھا۔ کہ دشمن کو جھوٹا کیا جائیگا جس سے صادق اور کاذب میں فرق ہو جائیگا۔

اس کو پھر سمجھ لو۔ کہ مرتد پٹیالوی نے یکم جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ ماہ میعاد وفات بلا تعین کسی خاص تاریخ کے مقرر کر کے پیشگوئی کی۔ اب اگر یہی پیشگوئی قائم رکھتا۔ اور اس کے اندر اندر حضرت مسیح موعود فوت ہو جاتے۔ تو بیشک کسی کا حق تھا۔ کہ وہ کہہ سکتا تھا۔ کہ عبد الحکیم کی چودہ ماہہ میعاد کے اندر مرزا صاحب فوت ہو گئے۔ اور اس پیشگوئی چودہ ماہہ کے ہوتے صادق اور کاذب میں بجز اس طریق کے اور کسی طرز سے ... فرق ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ کہ مرزا صاحب کی وفات چودہ ماہ گزر جانے پر ہوتی۔ کیونکہ اس پیشگوئی کی تو کوئی خاص تاریخ مقرر نہ تھی۔ یکم جولائی ۱۹۰۷ء سے ۳۱ اگست ۱۹۰۸ء

تک یہ پوری ہو سکتی تھی۔ اس میعاد میں اگر ۳۱ اگست سے پہلے پہلے یا ۳۱ اگست کو ہی مرزا صاحب فوت ہوتے۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ عبد الحکیم کی پیشگوئی کے مطابق مرزا صاحب کی وفات ہوئی۔ نہ ہی عبد الحکیم کی تکذیب کیلئے اور اس کو جھوٹا اور اس کی پیشگوئی کو غلط کرنے کیلئے بجز اس کے اور کوئی صورت تھی۔ کہ مرزا صاحب علیہ السلام ۳۱ اگست ۱۹۰۸ء سے بعد فوت ہوتے تب کہا جاتا۔ کہ مرتد جھوٹا ہو گیا۔ اور اس کی چودہ ماہہ پیشگوئی غلط گئی۔ اسلئے خدا نے چودہ ماہہ پیشگوئی کے جواب میں وعدہ دیا۔ کہ "میں تیری عمر بڑھا دونگا"۔ یہ نہیں فرمایا۔ کہ "میں نے تیری عمر بڑھا دی ہے"۔ صرف وعدہ ہے عمر بڑھا دینے کا۔ بشرط ضرورت بموجودگی چودہ ماہہ والی پیشگوئی چودہ ماہہ۔ نہ کہ خبر ہے اس امر کی۔ کہ "تیری عمر بڑھا دی ہے"۔ پس امرتسری یا اس جیسے کسی دیگر کودن کا یہ اعتراض۔ کہ مرزا صاحب

"ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی چودہ ماہہ کے اندر اندر کسی طرح
مر نہیں سکتے تھے۔" (اہلحدیث ۱۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۔)

بالکل جہالت اور ضلالت و عداوت پر مبنی ہے۔ یہ اعتراض تب صحیح ہوتا۔ کہ جب ایزادی عمر کا وعدہ بمقابلہ پیشگوئی چودہ ماہہ بالقوہ۔ جو منسوخ ہو کر پیشگوئی کرنے والے کی مٹی خراب کر گئی۔ یا یہ وعدہ نہ ہوتا۔ بلکہ خبر دیجاتی۔ کہ "تیری عمر بڑھا دی ہے"۔ سو یہ دونوں باتیں نہیں۔ مطلق عام طور پر یہ وعدہ تھا۔ کہ تیری عمر بڑھا دینگے۔ اور نہ یہ عمر کے بڑھا دینے کی خبر ہے۔ لہذا جس بنا پر یہ وعدہ تھا وہ بنا ہی دور ہو گئی۔ تو

یہ وعدہ بھی قائم نہ رہا۔ فافھم وتدبر ولا تکن من الجاھلین ۔
آؤ اب تیسری پیشگوئی پر جو مرتد کی دروغگوئی کا کامل معیار ہے۔
مزید روشنی ڈالیں۔ اور بتاویں کہ ۴ اگست والی پیشگوئی مسلمات مخالفین
سے غلط ہوگئی۔ جس سے قیامت تک کے لئے عبدالحکیم کذاب اکبر اور کانا
دجال ثابت ہو چکا۔ سنو! اے سہارنپوری مجوبو! تمہارے [illegible]
عبدالحکیم نے پہلے تو "سہ سالہ میعاد" کی پیشگوئی کی۔ مگر اس وقت جب اسکو
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رحمانی الہامات اور رؤیا صالحہ سے
یہ معلوم ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب کی زندگی دو تین سال کے درمیان
باقی رہ گئی ہے۔ اور زمانہ وفات قریب آگیا ہے۔ یہ نہیں۔ کہ مرزا صاحب
نے تو بعد میں اپنی وفات کی خبر شائع کی ہو۔ اور عبدالحکیم نے ان سے
پہلے۔ پھر کانے دجال نے سہ سالہ پیشگوئی کو منسوخ کر کے چودہ
ماہہ پیشگوئی اس کی ناسخ قرار دی۔ جب اس کی شامت کا وقت قریب
آگیا۔ اور دن دہاڑے اس کی پردہ دری خدا کو منظور ہوئی۔ تو اسنے
چودہ ماہہ پیشگوئی کو مٹا کر اس کی جگہ ایک تاریخ مقرر کر دی۔ کہ مرزا صاحب
۲۱ ساون مطابق ۴ اگست ۱۹۰۸ء کو فوت ہو جائینگے۔ جب
اس نے یہ خاص دن مقرر کر دیا۔ تو خدا نے اس کی ناک پر داغ
کذب لگانے کے واسطے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۲۶ مئی
۱۹۰۸ء کو جو کسی جنتری میں ۴ اگست ۱۹۰۸ء کے مطابق نہیں
ہے۔ وفات دے کر اس کو دین و دنیا میں روسیاہ اور کاذب

ثابت کر دیا۔ او جاہلو! خوب سمجھ لو! اور کان کھول کر سن لو!
کہ پہلی پیشگوئی تو دوسری پیشگوئی سے۔ اور دوسری تیسری پیشگوئی
سے۔ اور تیسری خدا کے فضل سے غلط ہو گئی۔ اور اگر اب بھی تم
نہیں مانتے۔ اور حماقت سے یہی کہے جاؤ گے کہ مرزا صاحب
"عبدالحکیم خاں کی پیشگوئی کی میعاد میں دنیا سے چل بسے" تو یاد رکھو
کہ خدا تمہاری ناک بھی ایسی رگڑیگا۔ کہ تم منہ دکھانے کے قابل نہ رہوگے
اور دین و دنیا میں تمہاری رسوائی ہوگی۔ لو دیکھو میں ابھی تمہاری ناک
پر داغ لگاتا ہوں۔

۴ اگست والی پیشگوئی منسوخ

سنو! تمہارا دجال جس کے تم حامی و ہمخیال
بنے اپنے ساتھ ہی تمہیں بھی لے ڈوبا۔ اور اس نے نہ چاہا۔ کہ میں
اکیلا ہی بریدہ بینی پھروں۔ دو چار تو اپنے ساتھ ملاؤں۔ اس نے
۴ اگست ۱۹۰۸ء والی پیشگوئی کو بھی منسوخ کرتا ہے۔ نکالو اس کا
اعلان الحق اور اتمام الحجۃ بڑا ہو اس کا صفحہ ۱۱ و ۱۰ جہاں لکھا ہے۔
کہ مرزا کی کسی طرح بیباکی اور سرکشی میں کمی نہ ہوئی تو

"۴ اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵
کی میعاد بھی منسوخ کی گئی"۔

بولو! اب تمہارا کیا علاج کیا جائے۔ دیکھا ظالم کا کس طرح سمندر میں بیڑا
[illegible] غرق ہو گیا اور ساتھ ہی تمہارا بھی تختہ الٹ گیا۔ جو کہتے تھے۔ کہ:

"مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کی میعاد میں دنیا سے چل بسے"

جبکہ میعاد ہی منسوخ ہو گئی۔ تو باقی کونسی میعاد رہی جس میں مرزا صاحب چل بسے۔ کہو! اب تو تم سب کی روسیاہی میں کسر نہیں رہی۔ ظالم نے پہلی سالہ پیشگوئی یکم جولائی کو منسوخ کی۔ دوسری چودہ ماہہ اس کی جگہ قائم کی۔ اس چودہ ماہہ کو بھی منسوخ کیا۔ اور ۱۲ ساون یا ۴ اگست والی پیشگوئی اس کی ناسخ بتائی۔ آخر اسکو بھی منسوخ کر کے اپنا اور تمہارا سب کا بیڑا تباہ کر کے کعصف ماکول بنا دیا۔ آئندہ کسی ایسے کذاب کی بات نہ ماننا۔ نہ ایسے ظالم کا ساتھ دینا۔ جو تمہیں بھی غارت کر گیا۔ اور خود بھی ہلاک ہو گیا۔

الحمد للہ کہ خدا کے فضل اور اسکی توفیق سے ملہم ثانی کی بے ایمانی اور اس کے حمایتی سہارنپوری مستورین کی کذب بیانی اظہر من الشمس ہو گئی۔ اور اہل فہم و دانش صاحب دین و دیانت کے نزدیک مطلع صاف ہو کر ثابت ہو گیا۔ کہ عبد الحکیم شاگرد شیطان الرجیم کی ہر ایک پیشگوئی جھوٹی اور شیطانی الہام یا اضغاث احلام تھی۔ حضرت مرزا صاحب اپنی پیشگوئی کے مطابق واصل باللہ ہو کر صادق ہیں۔ اور بشارت خداوندی "کہ میں صادق اور کاذب میں فرق دکھلاؤنگا" سچی نکلی جس سے معاندین اور مکذبین کی ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ اور ان کی ذلت میں سر مو کسر نہیں رہی۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا اس کے بعد اب کسی مزید بحث

کی تو ضرورت نہیں رہتی۔ مگر مرتد اور مکذب کے تمام سوراخوں کو بند کر دینا لازم ہے۔ تاکہ وہ کسی ایسے سوراخ سے جو کھلا رہ جائے گھس نہ جائیں۔ اور وہ سوراخ ایک تو "کو" اور "تک" کی لغو آڑ ہے۔ اور دوسرا عبد الحکیم کا مرزا صاحب کے سامنے بر جسم خود تباہ ہونا ہے۔ سو خدا کی تائید سے ہم ان دونو سوراخوں کو بھی سیمنٹ سے بند کر دیتے ہیں۔ تاکہ کوئی پانی بھی نہ مر سکے۔

مُشتے یعد از جنگ

حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات پر جو کہ خلاف پیشگوئی مرتد پٹیالوی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واقع ہوئی تو ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کے روزانہ پیسہ میں ایڈیٹر پیسہ اخبار نے یہ اعتراض کیا۔ کہ اگر ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی میں ۱۲ ساون مطابق ۴ اگست کو کی بجائے "۴ اگست تک" ہوتا۔ تو یہ پیشگوئی سچی تھی۔ تب ڈاکٹر نے بعد وفات مسیح موعود علیہ السلام جھٹ یہ بات بنا لی کہ اصل الہام میں لفظ "تک" ہی تھا۔ غلطی سے "کو" لکھا گیا ہے۔ اور یہ اصلاح کب سوجھی جب پیسہ اخبار کا اعتراض سن لیا۔ اور ادھر مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہو گئی۔ چنانچہ یکم جولائی ۱۹۰۸ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں ڈاکٹر نے اپنا اصلاحی دستی چٹھی شائع کرائی۔ مگر اس کے جوابات ذیل ایسے ہیں جنکا جواب نہیں

پہلا جواب یہ ہے۔ کہ یہ اصلاح "مشتے یعد از جنگ" کی مصداق ہے۔ لہذا "ڈاکٹر را بر کلہ خود باید زد"۔

دوسرا جواب۔ یہ اصلاح ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کے روزانہ پیسہ اور اہلحدیث کو دی گئی

لوازاہی کیوں نہ کی جو مرزا صاحب کی زندگی میں اور ایڈیٹر پیسہ اخبار کے اعتراض سے قبل ہو جاتی۔

تیسرا جواب۔ پیسہ اخبار میں مرتد مذکور کے اصل کارڈ کا عکس شائع ہوا ہے جس میں "کو" لکھا ہوا ہے "تک" نہیں۔

چوتھا جواب۔ اہلحدیث اور پیسہ اخبار ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء میں ۴ اگست کو لکھا ہے۔ نہ کہ "تک" جیسا کہ ان ہر دو اخبارات سے اوپر نقل ہو چکا ہے۔

پانچواں جواب۔ امرتسری اور ایڈیٹر پیسہ اخبار کی شہادت خلاف ڈاکٹر موجود ہے۔ جس کے بعد مرتد کو گنجائش ہی نہیں کہ وہ "کو" سے انکار کرے۔ امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۲ جون ۱۹۰۸ء میں لکھتا ہے

"ہم صدا لگتی کہنے سے رک نہیں سکتے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی چودہ ماہیہ پیشگوئی کر کے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے۔ جیسا کہ انہوں نے کیا۔ چنانچہ ۱۵ مئی کے اہلحدیث میں ان کے الہامات درج ہیں۔ کہ ۲۱ ساون۔ یعنے ۴ اگست ۱۹۰۸ء کو مرزا مریگا۔ تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا۔ جو معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۲۷ کے روزانہ پیسہ اخبار میں ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر چبھتا ہوا کیا ہے۔ کہ ۲۱ ساون کو کی بجائے ۲۱ ساون تک ہوتا تو خوب ہوتا۔ غرض سابقہ پیشگوئی سالہا اور چودہ ماہیہ کو اسی اجمال پر چھوڑے رہتے۔ اور ان کے بعد میعاد کے اندر تاریخ کا تقرر نہ کر دیتے۔

تو آج یہ اعتراض پیدا نہ ہوتا۔" بلفظہ۔ (اہلحدیث ص ۷)

اس شہادت دشمن کے بعد جو ہمارے حق میں ہے۔ اور ڈاکٹر کے خلاف۔ دیگر دلائل تردید کی ضرورت نہ تھی۔ اور درآنحالیکہ امرتسری کو یہ بھی اقرار ہے۔ کہ ڈاکٹر کی ۴ اگست والی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جیسا کہ وہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ جون ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۷ پر لکھتا ہے:۔

"باقی رہی ڈاکٹر صاحب کی ۴ اگست والی پیشگوئی۔ وہ اگر نہ ہوتی تو اسپر کوئی امر موقوف بھی نہیں۔"

مگر ہم چوتھا گواہی ایسی پیش کرتے ہیں۔ جس کے بعد اس "تک" و "کو" کی بحث کا خاتمہ ہی ہو جاوے۔ اور وہ گواہی خود ملزم کی ہے۔ لہذا ہم خیالوی ملزم کو ہی اپنی شہادت میں بطور گواہ پیش کرتے ہیں۔ اور اس کے بیان سے ہی ثابت کر دیتے ہیں۔ کہ اس پیشگوئی میں "کو" کی بجائے لفظ "تک" ہرگز نہیں تھا۔ اور وہ گواہی یہ ہے۔ جو اس کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے۔ کہ:۔

"ایک موقعہ پر بے اختیار میری زبان سے یہ دعا نکلی۔ اے خدا اس ظالم کو جلد غارت کر۔ اس لئے چار اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ **کی میعاد بھی منسوخ ہو گئی۔**"

(اعلان الحق واتمام الحجۃ ص ۱)

خدا کا ہزار ہزار بلکہ بیشمار شکر ہے۔ کہ جس کے فضل سے خود عبد الحکیم کی زبان سے ہی نکل آیا۔ کہ واقعی "کو" ہی اس پیشگوئی میں تھا۔ لفظ "تک" نہیں تھا۔ یہ ملزم کا اقبالی جرم ہے جس کی نہ اپیل نہ نظر ثانی۔

ناظرین آپ حیران ہوں گے۔ کہ اس بیان میں کہاں عبدالحکیم نے کہا ہے۔ کہ ۲۱ ساون مطابق ۴ اگست ۱۹۰۸ء والی پیشگوئی میں لفظ **تک** نہیں تھا۔ **کو ہی تھا** لیجئے! میں آپ کی حیرانی کو دور کئے دیتا ہوں۔ آپ متحیر نہ ہوں جس طرح دو اور دو چار سمجھ میں آجاتے ہیں۔ اس سے بھی آسان طور پر آپ اسکو سمجھ لینگے۔

ناظرین اس دلیل کو دو تین دفعہ پڑھیں

سنئے! عبدالحکیم نے اپنے اس **بیان** میں صرف ۴ اگست والی پیشگوئی کو منسوخ لکھ کے پیشگوئی کو ہی غارت نہیں کر دیا بلکہ ساتھ ہی اپنا بھی بیڑا غرق کر لیا ہے۔ دیکھئے عبدالحکیم یہ لکھتا ہے۔ "کسی طرح مرزا کی بیباکی اور سرکشی میں کمی نہ ہوئی۔ تو میری بددعا سے **۴ اگست ۱۹۰۸ء کی میعاد بھی منسوخ ہو گئی**" اب صریح ظاہر ہے۔ کہ اگر اس پیشگوئی میں لفظ **کو** کی بجائے **تک** ہوتا۔ تو پیشگوئی اسطرح ہوتی۔ کہ ۲۱ ساون یعنی ۴ اگست **تک** مرزا ہلاک ہو جائیگا" اور مرزا صاحب کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی جو پیشگوئی کی میعاد مقررہ ۴ اگست تک کے اندر اندر ہے۔ اگر مرزا صاحب مئی میں فوت ہوتے۔ تب اگر جون میں فوت ہوتے۔ تب اگر جولائی میں فوت ہوتے۔ تب غرضیکہ یوم اشاعت پیشگوئی ہذا سے ۴ اگست تک کسی بھی مہینے یا تاریخ میں وفات پاتے۔ تو وہ موت اس پیشگوئی کی میعاد کے اندر سمجھی جاتی۔ اسکے خلاف تو تب ہی ہوتا جبکہ مرزا صاحب ۴ اگست ۱۹۰۸ء سے بعد وفات پاتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ وہ اندر میعاد ۴ اگست ۱۹۰۸ء کے ۲۶ مئی کو فوت ہو گئے۔ تو ۴ اگست **تک** والی پیشگوئی کے عین مطابق وفات ہو

تو پھر ۴ اگست والی پیشگوئی کے منسوخ ہونیکا کیا مطلب ہوا۔ یہ تو ۲۶ مئی کی وفات سے تب ہی منسوخ ہوتی۔ جب ۴ اگست ۱۹۰۸ء خاص معین تاریخ وفات بتائی گئی ہو۔ مگر عبدالحکیم کہتا ہے۔ کہ نہیں! ۴ اگست معین تاریخ وفات نہ تھی۔ بلکہ انتہائی تاریخ وفات تھی جبکہ یہ انتہائی تاریخ وفات تھی۔ تو پھر اس کا اس فضول گوئی کو منسوخ قرار دینا حماقت نہیں۔ تو کیا ہے؟ اس سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ در اصل اور واقعی پیشگوئی کے الفاظ "۴ اگست ۱۹۰۸ء کو" تھے۔ نہ کہ ۴ اگست ۱۹۰۸ء **تک**۔ فثبت المدعا۔

منصف مزاج لوگو! خدا کیلئے سوچو۔ اور انصاف سے غور کرو۔ کہ ایک طرف تو عبدالحکیم یہ کہتا ہے۔ کہ غلطی سے ۴ اگست والی پیشگوئی میں بجائے لفظ **تک** کے **کو** لکھا گیا تھا۔ اور پیشگوئی اس طرح تھی۔ کہ ۲۱ ساون مطابق ۴ اگست ۱۹۰۸ء **تک** مرزا ہلاک ہو جائیگا" پھر بھلا جب مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہو گئے۔ تو کیا وہ ۴ اگست تک نہیں فوت ہوئے؟ ضرور ہوئے۔

مگر دوسری طرف عبدالحکیم یہ لکھتا ہے۔ کہ مرزا کی بیباکی اور سرکشی سے ۴ اگست والی پیشگوئی **منسوخ** ہو گئی" اور وہ پیشگوئی سے پہلے فوت ہو گئے۔ اس احمق کو اتنی بھی سمجھ نہیں۔ کہ ۴ اگست تک مرزا صاحب کا وفات پانا تو پیشگوئی میں لکھا تھا۔ سو ۴ اگست تک مرزا صاحب وفات پا گئے۔ پھر یہ پیشگوئی منسوخ کیونکر ہوئی۔ اس کا منسوخ ہونا تو تب ہی صحیح ہوگا جب کہ ۴ اگست کی معین تاریخ دی گئی ہو۔ اور مرزا صاحب اس تاریخ سے قبل یا بعد

فوت ہو کر اسکی تکذیب کرے ورنہ نہیں۔ پس مرتد کا یہ کہنا۔ کہ **۴ اگست** کی **میعاد بھی منسوخ ہوگئی** مسکت خصم اور لاجواب زبردست دلیل مسلمات دشمن سے ہے۔ کہ اس پیشگوئی میں لفظ **کو** ہی تھا **تک** نہ تھا۔ اب ہمارے اہل فہم ناظرین اس کو خوب سمجھ گئے ہونگے۔

ساتواں جواب

اور اگر کچھ اور وضاحت چاہیں تو ہم اور بھی اس کی تشریح کر دیتے ہیں۔ اور عبدالحکیم کی ساری پیشگوئیوں کے غلط ہونے پر اسکی دوسری گواہی پیش کرتے ہیں۔ جو اس نے اہلحدیث مورخہ ۱۲ جون ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۱۴ پر شائع کی ہے۔ اخبار مذکور کے صفحہ ۵ پر ایڈیٹر اہلحدیث نے عبدالحکیم کی ایک مراسلت نقل کی ہے۔ جو عبدالحکیم نے وفات مسیح موعود کے متعلق اہلحدیث میں شائع کرنے کو بھیجی تھی۔ اسمیں پٹیالوی دروغگو لکھتا ہے۔ کہ "مرزا پیشگوئیوں کی میعاد سے پہلے کیوں فوت ہوا؟ اس کی وجہ مرزا کی مسلسل شوخی اور کذابی ہوئی" لو فیصلہ ہو گیا! مرزا صاحب عبدالحکیم کی کسی پیشگوئی کے مطابق نہیں فوت ہوئے۔ ملزم کو خود اقرار ہے۔ کہ پیشگوئی سے پہلے فوت ہوئے۔ اگر پیشگوئیوں کے مطابق فوت ہوتے۔ تو مرتد کو یہ سوال لکھ کر۔ کہ "مرزا پیشگوئیوں کی میعاد سے پہلے کیوں فوت ہوا؟" جواب دینے کی ضرورت کیوں ہوتی۔ اسلیئے تو ہوئی۔ کہ پیشگوئی خاص میعاد مقررہ کی تھی جس سے قبل فوت ہونے سے پیشگوئی غلط ہو گئی۔ اور مرزا صاحب کی وفات پٹیالوی کی مزخرفات کو جھوٹا کر چکی۔ تبھی تو یہ عذر خام بنانے کی حاجت پڑی۔ کہ بوجہ مسلسل شوخیوں اور بیباکیوں مرزا پیشگوئی کی میعاد کے خلاف فوت ہوا۔ پس مرتد نے خود تسلیم کر لیا۔ کہ

ساری پیشگوئیوں کے خلاف مرزا صاحب کی وفات ہوئی ہے۔ **فهو المراد**۔

انکشاف حقیقت

اوپر کی تقریر میں تو ہم نے خدا کے فضل سے یہ ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ مرتد پٹیالوی کی کوئی پیشگوئی بھی سچی نہیں ہوئی۔ اور اس نے اپنی ہر ایک پیشگوئی کو خود ہی منسوخ قرار دے کر اپنا کذاب اکبر اور شیطان مجسم ہونا ظاہر کر دیا ہے۔ اور یہ بھی اسکی قلم کا لکھا ہوا دکھا دیا۔ کہ ۴ اگست ۱۹۰۸ء والی پیشگوئی منسوخ ہو گئی۔ پس جس حال میں سب ہی پیشگوئیاں منسوخ ہو چکیں۔ تو پھر یہ دعوی کہ مرزا صاحب عبدالحکیم کی پیشگوئیوں کے مطابق فوت ہوئے۔ صریح جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کے بعد اب ہم کانے دجال کے اس دجل کو طشت از بام کرتے ہیں جس کو پٹیالوی مرتد نے نہایت چالاکی اور ہوشیاری سے مخفی رکھ کر دنیا کو دھوکا دیا ہے۔ مگر خداوند تعالے کو چونکہ اس کی پردہ دری اور تکذیب منظور تھی۔ آخر وہ مکر کا جال ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور اس کی عیاری و مکاری کا بھانڈا سر راہ پھوٹ گیا۔ **فللّٰہ الحمد**۔

اصل حقیقت اس **کو** اور **تک** کی اور یہی ہے جس کو میں خدا کے فضل سے کھول کر دنیا کو بتاتا ہوں۔ اور اس **کو** اور **تک** کی ایسی صفائی کرتا ہوں جس کے بعد انشاء اللہ تمام وہ دشمن جو عبدالحکیم کے سہارے زندہ ہو رہے ہیں۔ ایسے مردہ ہو کر زمین میں دفن ہو جائیں۔ کہ پھر کبھی خواب و خیال میں بھی نہ آئیں۔ اور جس **تک** کے لفظ پر ان کی عمارت چنی گئی ہے۔ وہ دھڑام

سے ان کے سروں پر گر کر سب کو چکنا چور کر کے کعصف ماکول کا مصداق بنا دے۔ اور میں انشاء اللہ اسکی وہ حقیقت ظاہر کر دیتا ہوں۔ جو مخالفین کے اگلے اور پچھلے زندے اور مردے چھوٹے اور بڑے سب کے سب ہی جمیع ہو کر اگر اس پتھر کو اپنے سر پر سے اٹھانا چاہیں۔ تو تا قیامت نہ اٹھا سکیں اور یہ جواب خدا کی خاص تائید روح القدس نے مجھے بتلایا گیا ہے۔ اور اس سے پہلے یہ امر خدا کی مصلحت کے ماتحت مخفی ہی رہا تھا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء،

سُنو! او کانے دجّالو

آئی بلا بغیر ہلاکت نہ ٹل سکے ۔۔ مرتد یہ میرے پنجہ سے کیونکر نکل سکے
اس نے تو کی بہت ہیں خطا کاریاں مگر ۔۔ میرے بھی اب تلک نہ تھے ارمان نکل سکے
بہتوں کو فرکفر میں اس نے گرا دیا ۔۔ اب یہ گریگا ایسا نہ گر کر سنبھل سکے
وہ سنگ لگے کہتا ہوں تنکے سر پہ آج ۔۔ لاکھوں جتن کیسے نہ مگر وہ پھسل سکے
ہشیار ہو کہ احمدی کرتا ہے اپنا وار ۔۔ آتا ہے وہ عذاب جو آ کر نہ ٹل سکے
ہے تھوڑی دیر کی ہی اب دیکھتا ہے کیا ۔۔ وہ بیڑیاں پڑینگی قدم بھی نہ چل سکے
قاسم ہے میرا نام مسیحا کا ہوں غلام ۔۔ وہ لقمہ میں نہیں جسے کاذب نگل سکے

(او پٹیالوی اور سہارنپوری اور امرتسری کذابو! ہوشیار ہو جاؤ! اور اس اپنے لو اور تک کا فیصلہ سنو! لو میں پہلے تمہارے دجّال اکبر پٹیالوی مرتد کی وہ چٹھی نقل کرتا ہوں۔ جو اس نے پیسہ اخبار اور اہلحدیث امرتسر میں اس

پیشگوئی کی اصلاح اور صحت کے متعلق شائع کی ہے۔ پھر اس کا جواب سناؤنگا۔ پٹیالوی مرتد نے یکم جولائی ۱۹۰۸ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں اور ۳ جولائی ۱۹۰۸ء کے اخبار اہلحدیث میں مندرجہ ذیل چٹھی اپنی قلم سے لکھ کر شائع کرنے کو بھیجی:۔

"جناب ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار۔ السلام علیکم۔ ۱۲ فروری ۱۹۰۶ء کو جو مجھے الہام ہوا تھا۔ اسکے الفاظ یہ تھے۔ '۲۱ ساون ۱۹۶۵ء تک مرزا ہلاک ہو جائیگا'۔ اسی طرح پر یہ الہام موٹی قلم سے لکھا ہوا میرے رجسٹر الہامات میں درج ہے۔ اور اسی طرح پر ان تمام رسائل پر طبع کروا گیا تھا۔ جو ۱۶ فروری کے بعد مختلف شہروں میں بھیجے گئے۔ چنانچہ جو رسائل شروع مئی میں دوبارہ بخدمت حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب و مرزا صاحب و شیخ یعقوب علی و حکیم فضل الدین صاحب بھیجے گئے تھے۔ ان پر اسی طرح درج ہے۔ یہی رسائل مارچ میں بخدمت پروفیسر عبدالغنی صاحب ایم۔ اے۔ اسلامیہ کالج لاہور بھیجے گئے تھے۔ ان پر بھی اسی طرح درج ہے۔ ایک اور الہام تھا جس کے الفاظ تھے 'مرزا...... کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائیگا'۔ اسمیں جو تاریخ تھی وہ یاد نہیں رہی تھی۔ اسلئے یہ درج رجسٹر بھی نہیں کیا گیا تھا جب ۸ مئی کو اخبار اہلحدیث کے نام میں نے خط لکھے۔ اس وقت رجسٹر الہامات میرے پاس نہ تھا۔ زبانی یادداشت پر لکھنے سے یہ غلطی ہو گئی۔ کہ ۱۶ فروری والا اور یہ کا الہام خلط ملط ہو گئے۔ اور ۲۱ ساون والے الہام میں بجائے تک کے کو ہو گیا"۔

عبدالحکیم خان۔ ایم۔ بی۔ (روزانہ پیسہ مورخہ یکم و اہلحدیث مورخہ ۳ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

اس تحریر میں بھی پٹیالوی مرتد نے دروغگوئی سے ہی کام لیا ہے۔ اور جھوٹ

نے کو ہلاک کر دنیا کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ بہر حال ایسی چار باتیں پٹیالوی نے بطور
امر کے ثبوت میں۔ کہ ۱۶ر فروری ۱۹۰۸ء والے الہام میں تک تھا کو نہیں
تھا۔ بیان کی ہیں۔ (۱) رجسٹر الہامات میں تک لکھا ہوا ہے۔ (۲) رسائل
سلسلہ پر یہ الہام تک کے ساتھ قلمی لکھوایا تھا۔ (۳) ایک اور الہام تھا جس کی
تاریخ یاد نہیں رہی تھی۔ وہ الہام اور یہ الہام خلط ملط ہو گئے۔ اسلئے تک
کی جگہ کو لکھا گیا۔ (۴) جب ۸ر مئی کو اخبارات کو خط لکھے۔ اس وقت رجسٹر
الہامات میرے پاس موجود نہ تھا۔ زبانی یادداشت پر یہ غلطی ہو گئی۔

پانچویں دلیل اسکے متعلق امرتسری ملاں نے اور پھر پٹیالوی دجال نے
لکھی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی کتاب چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۲۲ پر اس
الہام کو لفظ تک کے ساتھ لکھا ہے۔

یہ پانچ دلیلیں ہیں جن پر مدعی کاذب کے دعوی کی بنا رہے۔

اب ہمارا جواب سنو!

مرتد کی دلیل نمبر۱ و نمبر۲ و نمبر۵ ہمکو مسلم ہے۔ اور نمبر۳ و نمبر۴ بالکل جھوٹ
کوئی شخص مانے یا نہ مانے۔ مگر میں نہایت جرأت اور دلیری سے یہ امر تسلیم کرتا ہوں۔
کہ واقعی ۱۶ر فروری ۱۹۰۸ء کو جو کسر تڑکے صبح سے شیطان نے اپنے برخوردار
پٹیالوی کو بتلایا تھا وہ اسی طرح تھا۔ کہ "۲۱ر ساون سمت ۱۹۶۵ تک مرزا
ہلاک ہو جائیگا" اس الہام میں کو نہیں تھا۔ اور مجھے اس کے ماننے سے
ذرا بھی جھجک یا خوف نہیں۔ اور میں خدا کے فضل سے اپنے دل کو اس پر

مطمئن پاتا ہوں۔ رتی بھر بھی اسکے تسلیم کر لینے پر مجھے لغزش یا کوئی دھڑکا نہیں۔ اسلئے
کہ یہ شیطانی خیال ہے۔ نہ منجانب رب ذوالجلال۔ مجھے مرتد کی دلیل نمبر اوّل و دوئم
و پنجم کی تردید کی کوئی ضرورت نہیں۔ گو خدا کے فضل سے اس کے رد میں میرے
پاس ایک لشکر دلیلوں کا ہے مگر میں ضرورت نہیں سمجھتا۔ کہ ان کو اس وقت بیان کروں۔
جبکہ میں پٹیالوی کی اس بات کو مان رہا ہوں۔ کہ ۱۶ر فروری ۱۹۰۸ء والا شیطانی الہام
بیشک لفظ تک کے ساتھ ہی تھا۔

کیوں او دجالو! اب تو خوش ہو۔ کہ ہم نے تمہارے دجال اکبر کے
اضغاث احلام کو اس کے الفاظ میں ہی قبول کر لیا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ خوشی تھوڑی دیر
کی ہے۔ جو ابھی ابھی مبدل بہ موت ہو جائیگی۔ اور موت بھی شیخ موت ہو گی۔
اب مرتد کی پردہ دری کا وقت آگیا۔ اسکی شرارت اور جعلسازی کا پیمانہ لبریز ہو چکا۔
اسلئے خدا کی غیرت نے نہ چاہا۔ کہ وہ اسیطرح ناز کرتا رہے۔ اور عالم الغیب کے سامنے
اپنی شیخی بگھارے۔ اس قدوس نے مجھے کفچہ دار سانپ کی کچلیاں نکالنے کے
واسطے توفیق عطا فرمائی۔ اور روح القدس سے میری مدد کی۔ اب دیکھنا۔ کہ یہ آدم
کا دشمن کس قدر پھنکارتا ہے۔ یا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔

سنو اور کان کھول کر سنو!

پٹیالوی مرتد نے یہ سمجھکر کہ میری چالاکی اور عیاری کو جو شیطانی مکاری ہے
کوئی نہیں معلوم کر سکیگا۔ ۱۶ر فروری ۱۹۰۸ء کو جو الہام ہوا تھا۔ اسکے متعلق تو یہ لکھ
دیا۔ کہ وہ میرے رجسٹر الہامات میں موٹی قلم سے درج ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ تک ... ہلاک ہوجائیگا"

لیکن ۸ مئی ۱۹۰۸ء کا جو شیطانی القا اس کی روسیاہی کرنیوالا تھا۔ اسکو کہہ دیا کہ وہ خلط ملط ہوگیا۔ بگرہ

بچائے کون اس کمبخت کو جسکو خدا مارے

یہ کاغذی ناؤ کب تک بہہ سکتی تھی۔ آخر اس نے گل کر ڈوبنا ہی تھا۔ سو آج وہ ڈوب گئی۔ اور اسمیں بیٹھنے والے بھی غرق آب ہوگئے۔ حالانکہ بات یہ تھی۔ کہ ۱۶ فروری کو شیطان نے اس کو یہ بتایا۔ کہ ۲۱ ساون تک مرزا ہلاک ہوجائیگا۔ اس نے اس شیطانی قول کو اخبارات میں طبع نہیں کرایا۔ قلمی لکھکر لوگوں کو بھیج دیا۔ اسی بنا پر حضرت مرزا صاحبؑ نے چشمہ معرفت میں بھی یہ لکھدیا۔ "ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خاں ہے جس کا دعوےٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤنگا۔ اور یہ اسکی سچائی کیلئے نشان ہوگا...... مگر خدا نے اسکی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ اور خدا اسکو ہلاک کریگا۔ **اور میں اسکے شر سے محفوظ رہونگا۔**" (صفحہ ۳۲۱ و ۳۲۲) چونکہ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میں اسکو جھوٹا کرونگا۔ اور اسکی شرارت سے محفوظ رکھونگا۔ تو ۸ مئی ۱۹۰۸ء کو دوسرا القاء شیطانی اس کو یہ ہوا۔ کہ "مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ (۴ اگست ۱۹۰۸ء) کو مرض مہلک میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوجائیگا" (پیسہ و اہلحدیث ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء) یہ ہے وہ الہام شیطانی جس کو پردہ ڈال کر یوں بات بناتا ہے "ایک اور الہام تھا جسکے الفاظ تھے "مرزا...... کو مرض مہلک میں مبتلا ہوکر ہلاک

ہوجائیگا۔" (پیسہ یکم جولائی و اہلحدیث ۳ جولائی ۱۹۰۸ء) اور در اصل ۸ مئی کو شیطان نے میدان میں اس کو کھڑا کر کے ذلیل کرایا۔ کہ ۴ اگست تک کی میعاد کو منسوخ کر کے ۴ اگست کو بتایا جس کو اسکے عزیز القدر روحانی لخت جگر نے فوراً خوشی میں اچھل کر تمام اخبارات میں چھاپنے کو بھیج دیا۔ یہ خوب سمجھ لو کہ ۱۶ فروری ۱۹۰۸ء کو جو الہام وہ بتلاتا ہے۔ اس کے الفاظ جو اس کے رجسٹر میں ہیں وہ یہ ہیں۔ "مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ تک ہلاک ہوجائیگا" اور ۸ مئی ۱۹۰۸ء کو جو اخبارات میں چھپوایا ہے۔ اسکے الفاظ یہ ہیں۔ "مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ (۴ اگست ۱۹۰۸ء) کو **مرض مہلک میں مبتلا ہو کر** ہلاک ہوجائیگا۔" ۱۶ فروری والے الہام میں مرض مہلک میں مبتلا ہونیکا ذکر نہیں۔ جو ۸ مئی ۱۹۰۸ء والے الہام میں موجود ہے جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ۱۶ فروری ۱۹۰۸ء والا الہام اَور ہے اور مئی ۱۹۰۸ء والا الہام اَور۔ دونوں کے الفاظ جدا جدا ہیں۔

اس امر کے ثبوت کے واسطے۔ کہ در اصل دو الہام الگ الگ ہیں۔ ایک دیگر دلیل یہ ہے۔ کہ اگر یہ الہام جو اسنے اخبارات میں چھپنے کے واسطے بھیجا تھا۔ وہی ۱۶ فروری والا الہام ہوتا تو اسکے ساتھ تاریخ الہام بھی وہ ضرور لکھ دیتا جیسا کہ ہر جگہ اسنے اپنے کانے دجال اور مسیح الدجال اور اعلان الحق وغیرہ میں اپنے رؤیا و الہامات کی تاریخیں لکھی ہیں۔ عیار نے جب ۸ مئی والا الہام اخبارات کو بھیجا۔ تو اسمیں کوئی تاریخ نہیں لکھی۔ بلکہ اس الہام کو **الہام جدید** بتایا ہے۔ اور جدید یہ ہو نہیں سکتا۔ جبکہ پہلے ۱۶ فروری کو یہ قلمی لکھوا کر سب اپنے ہمنواؤں کو بھیج چکا تھا حتیٰ کہ قادیان میں بھی لکھ چکا تھا۔

پھر بھلا یہ جدید الہام کیسے ہو سکتا جس کی پہلے تشہیر ہو چکی۔ وہ جدید کیونکر ہوا۔ جدید اس لئے تھا۔ کہ ۱۶ر فروری والے الہام سے بعد کا تازہ بتازہ شگوفہ کھلا تھا جس سے کہ دجال کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا۔

اس کی ایک یہ بھی دلیل ہے۔ کہ عبد الحیٔ صاحب عرب مولوی فاضل ۲۴ر مئی ۱۹۰۸ء کو جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور میں مقیم تھے پٹیالہ سے آئے اور عرب صاحب نے آکر حضورؑ سے عرض کیا۔ کہ پٹیالہ میں عبد الحکیم نے یہ مشہور کر دیا ہے۔ کہ حضورؑ کی وفات "۴ر اگست کو" ہوگی۔ اور وہاں یہ عام چرچا ہے۔ مگر لوگ کہتے ہیں کہ عبد الحکیم جھوٹا ہوگا۔ چنانچہ یہ بیان عرب صاحب کا بدر مورخہ ۲۴ر مئی ۱۹۰۸ء میں درج ہے۔ جو حضرت صاحبؑ کی وفات سے دو یوم پیشتر شائع ہو چکا تھا پس الہام ۸ر مئی ۱۹۰۸ء والا اور ۱۶ر فروری ۱۹۰۸ء والا دو جدا جدا ہیں۔ ایک میں تک ہے جو پہلے کا ہے۔ اور وہ بقول مرتد منسوخ ہو چکا۔ دیکھو اعلان الحق صد ۱۱۔ اور اسمیں کو ہے۔ جو ۸ر مئی کا ہے۔ اور اخبارات میں الہامِ جدید کے نام سے شائع ہوا ہے۔ پہلے کے لفظ اور ہیں اور دوسرے کے اور۔

خلیفہ اولؓ کے متعلق فضول گوئی

عبد الحکیم کی روسیاہی کی اور اُسکے تک کی حقیقت کھولنے کیلئے خدا نے اس کو دوسری طرح بھی ذلیل کیا جبکہ اُسنے حضرت نور الدین اعظم رحمۃ اللہ خلیفۂ اول کی وفات کی پیشگوئی بھی اسی لفظ تک کے ساتھ کی تھی۔ دیکھو اخبار بدر جلد ۱۰ نمبر ۱۱۔ مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۱۱ء۔

بڑی تحدی سے مندرجہ ذیل الفاظ میں عبد الحکیم نے لکھا ہے۔ کہ "مولوی نور الدین صاحب ۱۱ر جنوری ۱۹۱۱ء تک فوت ہو جائینگے"۔ دیکھئے کہ اس پیشگوئی کے جھوٹا کرنیکے واسطے اور نبی کاذب پٹیالوی مرتد کو ذلیل کرنے کیلئے اس کے تک نے پورے تین سال بعد بجائے ۱۱ر جنوری ۱۹۱۱ء کے ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو خلیفۂ اولؓ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ جس سے ڈاکٹر کی آخری شیطنت بھی ایک ڈھکوسلا اور ابلیسانہ حرکت ثابت ہوگئی۔ پھر ڈاکٹر کا مونہہ کالا کرنیکو اس سے شیطان نے یہ بیہودہ گوئی کرائی۔ کہ اپنے برخوردار سے ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو یہ اعلام کرا دیا۔ کہ "مرزا پھیپھڑے کی مرض میں ہلاک ہو گیا"۔ (اعلان الحق صد) مگر خود ہی اپنے منہ پر تک مل کر اسی اعلان الحق میں لکھدیا۔ کہ مرزا "میعاد سے پہلے وفعۃً ہیضہ سے ہلاک ہو گیا"۔ (اعلان الحق صد) یہاں دونو پیشگوئیوں کو خود ہی جھوٹا قرار دیا۔ ۴ر اگست والی کو بھی اور پھیپھڑے کی مرض والی کو بھی۔ اور صاف مان لیا۔ کہ مرزا صاحبؑ مرتد کی مقررہ میعاد سے قبل ۲۶ر مئی کو اور مزعومہ مرض کے خلاف ہیضہ سے فوت ہو گئے۔ حالانکہ ہیضہ سے فوت ہونا بھی صریح دروغ ہے۔ جو مرتد کی سرشت اور فطرت کے مطابق ہے۔ ورنہ حضرت صاحبؑ حسب تصدیق یورپین سول سرجن لاہور ہیضہ سے نہیں فوت ہوئے۔ اس وقت ہم مرتد اور سہارنپوری مجہول مکذب کیلئے اسیقدر کافی سمجھتے ہیں۔ اگر انہیں سے کسی نے کچھ بھی ہمل کی تو ہم انشاء اللہ پھر انکی اور بھی پردہ دری کرینگے۔ بتوفیقہ تعالیٰ۔ اب احمدی کے دوسرے حصہ میں سہارنپوری کی دوسری شکست کا حال لکھینگے۔ فانتظروا +

دوسرا سوراخ (۲)

ایک سوراخ جو گو اور تنگ والا تھا۔ وہ تو حضرت کے افضل سے ایسا بند کر دیا ہے۔ کہ اسمیں کوئی
سوشمار نہ گھس سکیگا۔ اب دوسرا سوراخ جو مرتد پٹیالوی کا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام
کی زندگی میں فوت ہونیکا تھا بند کیا جاتا ہے جسکے بعد میدان صاف ہو کر گمنید تیرہ بخت
خود آپ ہی میرے دقابو آجائینگے لہٰذا پہلے ہم اس سوراخ کا منہ کھول دیتے ہیں تاکہ
مرتد اور اسکا مؤید اس میں سے باہر آجائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام "تبصرہ"
مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں خدا کا یہ الہام شائع کرتے ہیں:- (۱) "الم تر کیف فعل
ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔ ترجمہ۔ تو نے دیکھ لیا
یعنی تو ضرور دیکھیگا۔ کہ اصحاب الفیل یعنے وہ جو بڑے حملہ والے تھے۔ اور جو آئے دن تیرے پر
حملہ کرتے ہیں۔ اور جیسا کہ اصحاب الفیل نے خانہ کعبہ کو نابود کرنا چاہا تھا۔ وہ تجھے نابود کرنا
چاہتے ہیں۔ انکا انجام وہی ہوگا۔ جو اصحاب الفیل کا ہوا۔" (۲) "یعنے دشمن جو کہتا
ہے صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہگئے ہیں۔ یا ایسا
ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو **میں جھوٹا کرونگا**۔ اور تیری عمر
کو بڑھا دونگا۔ تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔" پھر اسکے
بعد اپنے الفاظ میں حضور علیہ السلام یہ فرماتے ہیں:- (۳) "یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس
میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال
اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر
میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائیگا۔ اور نصرت اور فتح تیرے شامل
حال ہوگی۔ اور **دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری**

آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کیطرح نابود اور
تباہ ہو جائیگا۔ خدا ایک قہری تجلی کریگا۔ اور وہ جو جھوٹ اور شوخی سے باز نہیں
آتے انکی ذلت اور تباہی ظاہر کریگا۔ مگر میری طرف ایک دنیا کو جھکا دیگا۔ اور میرا نام
عزت کے ساتھ دنیا کے کنارہ میں پھیلا دیگا۔" اس اشتہار تبصرہ میں تین امر بیان
ہوئے ہیں۔ نمبر (۱) میں خدا تعالیٰ کی وحی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
پر نازل ہوئی۔ اس وحی میں کہیں نہیں بتایا۔ کہ عبد الحکیم خاں مرزا صاحب علیہ السلام
کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جائیگا۔ اسمیں تمام معاندین اور دشمنان مسیح موعود کیلئے
اور ہلاکت کا وعدہ ہے۔ بلا تعین کسی میعاد خاص کے۔ خاص عبد الحکیم ہی اسکا
مورد نہیں ہے۔ نمبر (۲) میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہامات
"اور تیری عمر کو بڑھا دونگا۔" والے الہام کا مطلب اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے
جسمیں بمقابلہ چودہ ماہہ پیشگوئی کے عمر کے بڑھانے۔ اور دشمن پیشگوئی کرنے والے
کو جھوٹا کرنیکا وعدہ ہے۔ نہ کہ عبد الحکیم کے مرزا صاحب کی حیات میں ہلاک
ہونیکی پیشگوئی۔ اور یہ امر لفظ "یعنے" سے ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب کا کلام
ہے۔ نہ کہ خدا کا الہام۔ نمبر (۳) میں حضرت مرزا صاحب نے ان تمام بشارات
الہیہ کا خلاصہ اور اپنی تفہیم جو ان الہامات کا مطلب آپنے سمجھا وہ بیان فرمایا ہے۔
اس نمبر میں صرف وہ فقرہ جس کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔ مرتد دشمن کی غلط فہمی
کا موجب ہوا۔ اور وہ اس کو بلا شرط پیشگوئی قرار دیکر اس کی تکذیب کرتا ہے۔ کہ
عبد الحکیم کو مرزا صاحب نے لکھا تھا۔ کہ "وہ میری آنکھوں کے روبرو ہلاک
ہو جائیگا۔" سو اس کا صحیح جواب یہ ہے۔ کہ مرتد پٹیالوی اپنی چودہ ماہہ فضول گوئی

کو ۴ اگست ۱۹۰۸ء والی دوسری پیشگوئی سے منسوخ نہ کرتا۔ تو ضرور ایسا ہی ہوتا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی حیات میں عبد الحکیم ہلاک ہوتا۔ کیونکہ یہ الہامات عبد الحکیم کی چودہ ماہہ پیشگوئی کے جواب میں تھے جب اُسنے چودہ ماہہ پیشگوئی کو اڑا دیا اور اسکی جگہ ۴ اگست معین تاریخ مقرر کر دی تو خدا تعالیٰ نے اپنا دوسرا وعدہ کہ "میں دشمن کو جھوٹا کرونگا" پورا کر دیا اور "رب فرق بین صادق و کاذب" کے مطابق عبد الحکیم کو کاذب اور مسیح موعودؑ کو صادق ثابت کر دیا۔ نیز الم ترکیف کے الہام میں یہ ضروری نہیں ہے کہ مسیح موعودؑ کی زندگی میں دشمن ہلاک و تباہ ہوا ہوں چونکہ اصحاب الفیل کی تباہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آنکھوں کے سامنے نہیں ہوئی تھی مگر خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو فرماتا ہے کہ الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل سے کیا معاملہ کیا۔ حالانکہ آنحضرت صلعم نے تو نہیں دیکھا تھا۔ نہ اصحاب فیل کو۔ نہ انکی تباہی کو۔ اسیطرح سے مسیح موعودؑ مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے الم ترکیف۔ فرما کر ظاہر کر دیا۔ کہ تیرے دشمنوں کے ساتھ بھی اصحاب فیل کیطرح سلوک ہوگا جیسا کہ تو پہلے اپنے دشمنوں کی تباہی دیکھ چکا ہے۔ جو بڑے بڑے حملہ کرنیوالے تھے ایسا ہی باقی ماندہ دشمنوں کے ساتھ ہوگا۔ اسلیئے فرمایا کہ "الم ترکیف" یعنی تو پہلے دیکھ نہیں چکا۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔ پس اس الہام سے کسی دشمن عام یا خاص کا مسیح موعودؑ کی زندگی میں تباہ ہونا موعود نہیں۔ صرف ان کیلیئے عذاب ہلاکت و تباہی کا وعدہ ہے۔ جس جس وقت خدا میا ہے گا اُس اُس وقت ان کا نام و نشان مٹا تا رہیگا۔ اور کوئی دشمن مسیح موعودؑ کا جن کی بابت وعدہ ہلاکت ہے